اسکی ٹکر کو کیا سنبھالتے۔ مگر باوصف اسکے کوئی ریاست ہندو کی بغیر سخت لڑائی کے فتح نہ ہوئی
اسکا باعث یہ تھا کہ ہندوں میں ایک قدیمی قوم راجپوتوں کی ایسی تھی کہ سپاہی ماں کے پیٹ سے
ہوتی تھی۔ اور ہر گروہ اُنکا ایک موروثی سردار رکھتا تھا۔ ان سرداروں کو جو راجہ سے تعلق تھا
وہ سپاہی راجپوتوں کو اپنے سرداروں سے علاقہ ہوتا تھا غرض یہ باہمی تعلقات ایسے ہوئے
تھے کہ باہم وفاداری اور اتفاق اُنکو لازم تھا جاگیر دینے کا انتظام نہایت عمدہ تھا غرض
ان سب باتوں سے راجپوتوں میں عالی نسبی اور بلند ہمتی اور دلاوری اور مردانگی کے خیالات بڑے
زور شور سے پیدا ہو گئے تھے۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ راجپوتوں سے زیادہ اپنی ننگ و ناموس
کی حفاظت میں جان دینے کو بے حقیقت نہ جانے۔ بھاٹ اُنکی ترنگو بلوا اپنے کڑکوں سے
اور سرنگ دیتے تھے۔ غرض اگر یہ سپاہ پیشہ فریق ہندوستان میں نہ ہوتا تو شہاب الدین بغیر ہاتھ
پاؤں ہلائے ہندوستان کو لے لیتا۔ راجپوتوں کے مختلف فریقوں میں تقسیم ہونیکا ایک اثر
یہ بھی تھا کہ جب غنیم کے زور اور دباؤ سے وہ اپنے مقام اور مکان کو چھوڑتے تو جہاں بستے وہاں
غول کے غول بستے اور نئی اراضیات کو اسی نسبت سے تقسیم کرتے جسطرح اُنمیں پہلے زمین منقسم ہوئی
تھی۔ غرض اس تغیر مکانی سے اُنکے باہمی تعلقات میں کچھہ تغیر و تبدل نہ ہوتا

سلطان محمد غوری کا ہندوستان پر حملہ ۱۱۹۱

۵۸۶ھ؁ ۱۱۹۱ء میں ہندوستان پر سلطان شہاب الدین نے غزمیت کی قلعہ بھٹنڈہ کو کہ اُس زمانہ
میں راجگان عظیم الشان کا پایہ تخت تھا راجہ اجمیر کے آدمیوں سے چھین لیا۔ اور وہاں ملک
ضیاء الدین تولکی کو حاکم مقرر کرکے اور بارہ سو منتخب و چیدہ سوار دیکر مراجعت کا ارادہ کیا کہ اتنے
میں خبر پہنچی کہ بھٹنڈا کے چھڑانے کے لئے راجہ پتھورا او گوبند راے جو دہلی میں اوسکی طرف سے
نائب تھا ایک لشکر کا لشکر لیکر طوفان کی طرح چلا آتا ہے۔ اور اُسکے ساتھہ بہت سے راجہ اور دو لاکھ
سوار اور تین ہزار ہاتھی ہیں۔ سلطان شہاب الدین نے مراجعت کے ارادہ کو فسخ کیا اور لشکر لیکر راجہ سے لڑنے کو چلا
دونو لشکر وںکا آمنا سامنا تلاوڑی کے میدان میں ہوا۔ یہ میدان تھانیسر اور کرنال کے درمیان
دہلی سے چالیس کوس پر واقع ہے۔ اور اُسمیں بڑے بڑے معرکے ہوئے ہیں مسلمانوں نے اس طرح
لڑائی شروع کی کہ اُنھوں نے اپنے سواروں کے غول بنائے۔ اور دباوے پر دھاوے کئے۔ اور

سوار تیروں کا مینہہ برساتے ہوئے آگے بڑہتے یا پیچھے ہٹتے غرض جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے
مسلمان جب ہندوؤں کے قلب لشکر میں مصروف تھے اُسوقت ہندوؤں نے مسلمانوں کا میمنہ میسرہ توڑ دیا
شہاب الدین اُسوقت خود صف قلب میں تھا جب اُسکو یہ خبر پہنچی کہ دائیں بائیں فوج کے پیر اکھڑ
گئے۔ تو وہ بیچ میں جا رہا۔ پھر ہندوؤں نے چاروں طرف سے اُسے گھیر کر زغنہ میں کر لیا۔ ایسے وقت میں
بھی وہ بہادری سے لڑتا رہا اور قدم بڑہا بڑہا کر تلوار کے ہاتھہ چلاتا رہا۔ گوبند راے سپہ سالار
ہنود کی آنکھہ شہاب الدین پر جا پڑی۔ وہ ہاتھی ریل کر اُسکی طرف لایا۔ شہاب الدین نے ایک نیزہ کا
ہاتھ اُسکے مارا اور زخمی کیا۔ مگر اُسنے بھی ایک تلوار کا زخم ایسا دیا کہ سلطان قریب تھا کہ گھوڑے سے
نیچے گرے۔ مگر ایک خلجی غلام لپک کے پیچھے گھوڑے پر سلطان کے جا بیٹھا۔ اور گرنے سے سنبھال لیا
اور جنگ کے میدان سے امن کی جگہہ لے آیا۔ غرض مسلمانوں کو شکست ہوئی اور اُنکے گھوڑوں کی
باگیں مڑ گئیں چالیس میل تک مسلمانوں کا تعاقب ہندوؤں نے کیا۔ مسلمانوں نے لاہور میں آکر
آرام لیا۔ راجہ پتھورا نے بھٹنڈہ کا محاصرہ کیا۔ اور سوا برس کے بعد صلح کر کے اُسے لے لیا۔ اب
مسلمانوں کے بھاگے بھوگے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور میں جمع ہوا۔ شہاب الدین یہاں کا
بندوبست کر کے غور میں اپنے بھائی سے ملا۔ شہاب الدین نے افغانوں سے کچھہ نہ کہا مگر امراء غور
اور خراسان پر نہایت عتاب کیا اور توبڑوں میں جو بھر کر اُنپر چڑہوا دئے۔ اور بازاروں میں
چھوڑ دیا اور حکم دیدیا کہ جو یہ جو نہ کھائے اُسکا سر اڑا دیا جائے جنکو اپنی زندگی عزیز تھی اُنہوں نے
جو کھائے۔ اب سلطان شہاب الدین بھائی سے رخصت ہو کر غزنیں میں آیا۔ اور ظاہر میں تو عیش
اڑاتا تھا کہ جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ اُسکو شکست کی مصیبت اور دقت یاد نہیں مگر حقیقت میں دن کا
کھانا اور رات کی نیند اُسپر حرام تھی شب و روز لشکر کے جمع کرنے کی دُھن میں لگا رہتا۔ آخر کو ایک
لشکر زرق برق کا جمع کیا۔ اونمیں ترک اور تاجیک اور افغان سب داخل تھے۔ سر پر خود جواہرات
سے مرصع رکھے ہوئے تھے اور جوشن چاندی سونے کے بدن پر پہنے ہوئے تھے۔ یہ سب سامان
اندر ہی اندر کر کے کوچ کرنیکا حکم دیدیا۔ اور آٹھویں دن خود سوار ہوا۔ اس لشکر کشی میں عمائد
سلطنت سے کچھہ مشورہ نہ لیا تھا اسلئے کسیکو معلوم نہ تھا کہ ارادہ کدہر کا ہے جب پشاور پہنچ گیا

تو ایک پیر مرد غوری نے بے تکلف ہو کر عرض کی کہ اس مہم کا سامان تو ایک جنگ عظیم کا معلوم ہوتا
ہی مگر یہ نہیں کھلتا کہ عزم کدہر کا ہی۔ اُسوقت سلطان نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ ای پیر مرد تو یقین
جان لے کہ جسوقت سے مینے ہندو راجاؤں سے شکست کھائی ہی حرم سرا میں بستر پر نہیں سویا۔ قبا
کے بند کھول کے دکھائے کہ اُسدن سے آجتک کپڑے نہیں بدلے ہیں خلج اور غور اور خراسان کے امیروں کا
منہ آجتک نہیں دیکھا کہ وہ نمک حرام مجھے اکیلا لڑائی میں چھوڑ کر چلے آئے۔ اُس پیر مرد نے دعاء خیر
دی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی ابکی دفعہ فتح ہوگی۔ اب مصلحت وقت یہی ہی کہ آپ ان امیروں کا
قصور معاف فرمائیں اُنکو روبرو بلائیں اور عزت اور آبرو بخشیں تاکہ وہ جان لڑا کر لڑیں اور اپنی
پہلی بدنامی کے دہبے کو مٹائیں۔ یہ تقریر سلطان کو پسند آئی ملتان میں آکر دربار کیا۔ اور سب
امیروں اور سرداروں کو بلایا اور کہا کہ ای مسلمانو سال گذشتہ میں دامن اسلام پر داغ لگا وہ سب پر
روشن ہی اُسکا تدارک ہر مسلمان پر واجب و فرض ہی سب نے تلواروں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا
غرض وہاں سے لاہور میں آیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو کہ تدبیر اور تقریر میں بے مثل تھا
ایلچی بنا کر اور نامہ دیکر اجمیر میں راے پتھورا کے پاس روانہ کیا + مضمون نامہ کا یہ تھا کہ
اسلام کی اطاعت قبول کرو۔ راجہ یہ بات سن کر نہایت غیض و غضب میں آیا۔ اور اُس کا
ایک سخت جواب لکھا۔ اور راجگان ہندوستان کو جمع کیا۔ بہت سے راجہ اُسکی پہلی فتح یابی کو
دیکھکر شریک حال ہوئے +

غرض یہ دونو لشکر دریاے سرسوتی کے اِدہر اُدہر آن کر پڑے۔ پرتھی راج نے ایک خط اِس
مضمون کا بڑے غرور اور تکبر سے شہاب الدین کو لکھا کہ سپاہ دار اسلام کو ہمارے لشکر کی عدت
اور حدت پر اطلاع ہوئی سوا اسکے اور راجاؤں کے لشکر برابر چلے آتے ہیں اگر تجھے اپنے اوپر
رحم نہیں آتا۔ تو اس بیچاری سپاہ کے حال پر رحم کر جو تیرے ہمراہ آئی ہی۔ اپنے آنے سے پشیمان
ہو اور اُلٹے پاؤں چلا جا۔ ہم کو دیبی اور دیوتاؤں کی قسم ہے جو تیرا تعاقب کریں یا کچھہ اذیت
پہنچائیں۔ اور نہیں کل کا دن ہی اور یہ فیلان صف شکن اور لشکر بے شمار موجود ہی۔ اور تیرا لشکر ہوا میں
سے کسی کو جیتا نہ جانے دیں گے شہاب الدین نے اس خط کو پڑہا۔ بہت تحمل اور بردباری سے

جواب لکھا کہ راجہ کا یہ نیک صلاح دینا ہم پر شفقت ہی مگر سب پہ بات روشن ہی کہ میں اپنے بڑے
بھائی کا فرمانبردار ہوں اُسکے حکم سے اِس مہم کا بوجھ سر پر رکھا ہی جب تک وہاں سے کچھ حکم نہ آوے
مجھے اس معاملہ میں اختیار نہیں۔ اتنی مہلت عنایت ہو کہ جواب وہاں سے آجائے اُسوقت صلح
اس بات پر ہو جائیگی کہ پنجاب اور سرہند اور ملتان ہمارے پاس رہے۔ باقی کل ہندوستان تمہارے
پاس رہے جب راجہ پاس یہ ضعیف جواب گیا تو سارے لشکر میں فتح کی سی خوشی ہوئی +
اور خواب غفلت میں سب آرام کرنے لگے۔ اور اپنی جمعیت کے بھروسہ پر لشکر سلطانی کے قریب
آپڑے۔ اندھیری رات میں سلطان دریا کے پار اُتر گیا۔ یہاں راجہ کی سپاہ میں ابھی لوگ پڑے
سوتے ہی تھے۔ کچھ لشکر سلطانی کی خبر نہ تھی کہ اُنکے سر پر چڑھ آیا۔ اور بے طرح اُنپر ٹوٹ پڑا اور
سارے لشکر میں ہل چل ڈالدی۔ بارے راجہ کو اتنی فرصت ملی کہ ہوش حواس درست کر کے
ایک فوج کو تیار کر کے سامنے لایا۔ اتنے میں باقی ساری فوج کے انبوہ کثیر کو سمیٹ سمات میدان
میں لا جمایا۔ شہاب الدین نے اپنے لشکر کے چار حصے کئے۔ اور چار سپہ سالاروں کے سپرد کر دیے
اور حکم کر دیا کہ باری باری سے جائیں اور اِس لشکر کثیر کے مقابل میں جان لڑائیں۔ راجپوت بہادر
بھی اس میدان میں دائیں بائیں سے درست ہو کر اس خوبصورتی اور بندوبست سے لڑے کہ مسلمانوں
کے جی چھوٹ چھوٹ گئے۔ اب الحرب خدیعۃ پر عمل کر کے شہاب الدین شکست کی صورت بنا کر
پیچھے ہٹا۔ حریف نے پیچھا کیا۔ جب جمعیت اُنکی بے انتظام ہوئی تو دس ہزار غول تازہ دم لڑائی
کے لیے سامنے ہوا۔ مگر اسنے بھی کام نہ نکالا۔ جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو دسے پرتھی راج ایک سو
پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ میں آیا۔ ان سب نے تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر
قسمیں کھائیں اور ایک ایک پیالہ شربت کا پیا۔ پان کے بیڑے چبائے۔ تُلسی کی پتی زبانوں پر دہری
کیسر کے ٹیکے ماتھے پر دیے اور میدان جنگ میں آئے۔ ادہر شہاب الدین نے سپہر کو اپنے بارہ ہزار
سوار خاص جنکے سروں پر فولادی خود جواہرات سے مرصع رکھے ہوئے اور شمشیرہائے عریاں برہنہ ہاتھوں
میں لئے ہوئے تھے۔ اور گھوڑوں کا نوبسان جان ستان دہرے ہوئے ساتھ لئے اور خدا پر
بالکل توکل کر کے ہندوؤں پر دھاوا کیا۔ اور اُنکے سارے لشکر کو ہلا مارا اور ہل چل ڈالدی ہندوؤں کو

سپاہ اس طرح ٹوٹ پھوٹ گئی جیسے کوئی بھاری عمارت اپنے بوجھ سے آپ ہی گر پڑے ۔غرض یہ سپاہ اپنے زور میں آپ ہی غارت ہوگئی گوبند راے نائب السلطنت اور بڑے بڑے سردار مارے گئے راجہ پرتھی راج بھی گرفتار ہوا بری گت سے مارا گیا۔ بعض تاریخوں میں کھانڈے راے بعض میں گوبند راے لکھا ہے۔ ان واقعات کا بیان مسلمانوں کی تاریخوں میں لکھا جاتا ہے۔ ہندؤنکی تو عادت نہیں تھی کہ تاریخ لکھیں ۔ پرتھی راج اور محمود غوری کی پرانی لڑائیوں کا بیان چند راوے نے جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہے اول ہی اول ہندی اشعار میں بیان کیا ہے۔ اسنے سب جگہ لڑائیوں میں سوا ایک کے ہندؤنکی فتح لکھی ہے۔ پرتھی راج کے راسے چند کے مشہور ہیں۔ اسمیں اسنے اپنے ملک اور قوم کی بڑی ہمدردی دکھائی ہے +

اب یہانسے شہاب الدین اجمیر کو گیا۔ اور اس کو فتح کر لیا اور کئی ہزار باشندے جو اس سے مقابل ہوئے تھے تہ تیغ کئے اور انکے بچوں کو انکو لونڈی غلام بنایا۔ اجمیر کی سلطنت پرتھی راج کے بیٹے کو یا کسی اور رشتہ دار کو دیدی۔ اور اسے یہ اقرار ٹھہرا لیا کہ محصول سالانہ ادا کیا کرے پھر دلی میں آیا۔ یہانکا راجہ اسنے بعجز و نیاز پیش آیا۔ دلی سے سلطان نے کوچ کیا۔ اور قطب الدین ایبک کو کہ اسکے برگزیدہ غلاموں میں تھا قصبہ کہرام میں کہ دلی سے ستر کوس ہے نائب اپنا ہندوستان میں مقرر کیا۔ اور خود غزنیں کو روانہ ہوا قطب الدین ایبک ایسا لائق اور قابل تھا کہ اسنے دلی کے ان اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان واقع تھے۔ پرتھی راج کے رشتہ داروں سے چھین لیا میرٹھ اور کوئل اور دلی ان سب کو فتح کر کے دلی کو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسلام کی حکومت کے تمام آئین اور دستور جاری کئے +

دوسری برس شہاب الدین پھر ہندوستان میں آیا اور ۵۹۱ھ ۱۱۹۴ء میں جنگ عظیم راجہ قنوج سے لڑا قنوج کا راجہ جی چند تھا جسکی لڑائی پرتھی راج سے ہو رہی تھی۔ اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے آپسکی پھوٹ کا پھل یہی ہوتا ہے۔ کہ دونوں غارت ہوں جب پرتھی راج نہ بچا تو راجہ جے چند کیونکر بچتا۔ اس راجہ کو اٹاوہ کی جانب شمال میں چندوارہ کے اندر شہاب الدین نے بڑی شکست فاحش دی۔ راجہ کی آنکھہ میں قطب الدین ایبک کے ہاتھ سے تیر لگا۔ وہ ہاتھی سے نیچے گرا اور پھر

اُسکا حال کسیکو نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا۔ مگر لاش اُسکی اس نشان سے پہچانی گئی کہ اُسکے دانت سونیکے تاروں سے
بندھے ہوئے تھے۔ اُسکے خاندان کے راٹھوروں نے انتربیدی کی سکونت کو چھوڑ دیا۔ اور مارواڑ میں جا بسے
اس فتح سے مسلمانوں کا قبضہ قنوج اور بنارس پر ہو گیا۔ اور بنگالہ کا دروازہ مسلمانوں کے لیے کھل گیا
اب سلطان شہاب الدین بنارس میں آیا۔ اور یہاں ایک ہزار بتخانے توڑے اور بہت کچھ غنیمت
ہاتھ آئی غرض یہ فتح بڑی شان و شوکت کی تھی۔ اُسمیں دولت اور بہت بڑے بڑے شہر اہل اسلام
کے ہاتھ آئے۔ اب شہاب الدین غزنیں کو واپس گیا۔ اور قطب الدین کو بدستور یہاں اپنا نائب
مقرر کیا۔ اجمیر کا راجہ جو شہاب الدین نے مقرر کیا تھا اُسکے ہاتھ سے اجمیر کو ہیمراج نے کہ یہ بھی راج کے
عزیزوں میں سے تھا چھین لیا۔ قطب الدین ایبک نے مغلوب راجہ کی اعانت کے لیے ۵۹۱ھ ۱۱۹۴ء میں اس راجہ
ہیمراج کو شکست دی۔ اور اجمیر کو چھین لیا۔ اور پھر قطب الدین گجرات پر فوج چڑھا کر لے گیا۔ اور
اُس کو خوب لوٹا کھسوٹا +

دو برس بعد ۵۹۲ھ ۱۱۹۵ء میں شہاب الدین پھر ہندوستان میں آیا۔ اور ملک بیانہ میں آ داخل کیا۔
اور قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ ہنوز قلعہ فتح نہ ہوا تھا کہ کوئی ضرورت ایسی پیش آئی کہ غزنیں کیطرف
مراجعت فرمائی۔ اور ملک بیانہ کا انتظام اور قلعہ گوالیار کا اہتمام بہاء الدین طغرل کے سپرد ہوا۔ یہ
قلعہ بہت دنوں کے بعد فتح ہوا۔ اور اس فتح ہونے میں قریب تھا کہ بہاء الدین طغرل اور قطب الدین ایبک میں
آپسمیں لڑائی ہو جائے۔ مگر طغرل مر گیا اسلیے یہ فساد مٹ گیا قطب الدین ایبک کو پھر راجہ اجمیر کی اعانت کو جانا
پڑا مخالفوں نے پھر اُسکو ستایا اور قطب الدین ایبک کی اعانت اور امداد کا محتاج کیا۔ اس دفعہ اُسکو گجرات کے ناگور
راجاؤں اور میوات کی پہاڑی قوم سے سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ قومیں اجمیر کے چاروں طرف بستی تھیں اس
لڑائی میں قطب الدین کو شکست ہوئی اور زخمی ہوا اور خدا خدا کر کے اجمیر تک پہنچا وہاں چاروں طرف سے دروازہ بند رکھے
جب غزنیں سے امداد آئی تو اس مصیبت سے رہائی پائی پھر اُسنے دشمنوں سے خوب انتقام لیا۔ اور پالی اور نادول
اور سروہی کی راہ سے گجرات پر چڑھائی کی۔ اور کوہ آبو پر راجہ گجرات کے دو جاگیرداروں کو دیکھا کہ
بڑی جمعیت سے رہتے ہیں اُنکو اپنے پیچھے چھوڑنا مناسب نہ جانا۔ غرض پہاڑوں میں گھس گیا۔ اور
اُن کے سب ٹھکانوں پر پہنچا۔ اور اُن کو شکست دی۔ اور وہاں سے گجرات کی دار السلطنت

انہل واڑہ پر بھیجا۔ اور اسکو اور گجرات کو تہ و بالا کیا۔ اور دلی میں صحیح و سلامت آیا۔ دوسرے سال یعنی ۱۱۹۸ء
میں کالنجر اور کالپی کو اور رہیل کھنڈ میں بدایوں کو فتح کر لیا +

محمد بختیار خلجی غور کے امراؤں میں سے تھا اور وہ ہندوستان میں مدت سے آیا ہوا تھا۔ اور اس کو بعض
پرگنے دوآبہ اور گنگا پار کے جاگیر میں ملے تھے وہ نہایت شجاع اور جوانمرد اور جواد تھا قطب الدین
ایبک اُس سے نہایت خوش ہوا۔ اُسکا سب سامان درست کیا اور خلعت عنایت کیا۔ اُس نے صوبہ
بہار کو بالکل فتح کر لیا۔ اور بہت سا مال اور غنائم لیکر دلی میں قطب الدین ایبک کی خدمت میں حاضر ہوا
بادشاہ نے اُسپر نہایت مہربانی اور عاطفت فرمائی۔ اسپر حاسدوں کو حسد پیدا ہوا بختیار خلجی کو
ہاتھی سے لڑوایا۔ اُس نے ہاتھی کے ایسا گرز مارا کہ وہ چلا کر اُسکے سامنے سے بھاگ گیا۔ اِس
جوانمردی پر قطب الدین ایبک نے اُسکو بہت کچھ انعام دیا اور بہت سامان دیکر بہار اور بنگالہ کا
صوبہ دار اسکو مقرر کیا۔ اُس نے یہاں پہنچکر شمالی حصہ صوبہ بہار کو بھی فتح کر لیا۔ اور سارے بنگالہ کو تسخیر
کیا۔ اور اُسکی دار السلطنت لکھنوتی کو بھی قبضہ میں لے لیا۔ اور اسطرح تمام صوبہ بنگالہ پر قابض ہو گیا
جسوقت ہندوستان میں یہ فتوحات ہو رہی تھیں سلطان شہاب الدین خوارزم کے بادشاہ کے ساتھ
لڑائی جھگڑے میں مصروف تھا۔ اس خوارزم کے بادشاہ نے سلجوقیوں کی سلطنت کو خاک میں ملا کر
وسط ایشیا میں اپنی ایک سلطنت قائم کی تھی۔ طوس اور سرخس میں سلطان تھا کہ سلطان غیاث الدین
محمد کے مرنے کی خبر اُسکو پہنچی وہاں سے غزنی میں آیا۔ اور ۵۹۹ھ ۱۲۰۲ء میں موافق اپنے بھائی کی
وصیت کے سر پر تاج شاہی رکھا +

غرض سلطان شہاب الدین نے تمام سلطنت کا انتظام کر کے ۶۰۰ھ ۱۲۰۳ء میں خوارزم پر چڑھائی کا ارادہ کیا
خوارزم شاہ مقابلہ نہ کر سکا اسلئے قلعہ خوارزم میں گھس گیا جب سلطان خوارزم میں پہنچا تو آب
جیحوں کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اور سپہ داران غور کچھ کام آئے کہ بادشاہ خطا کا سپہ سالار قراختائی
اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی امداد کو آئے۔ اس بات کے سننے سے سلطان
شہاب الدین پر وہ خوف طاری ہوا کہ جو اسباب تہا ساتھ نہ چل سکا اُسکو آگ لگادی۔ اور
خراسان کی طرف بھاگا خوارزم شاہ نے تعاقب کیا سلطان اُس سے لڑا۔ مگر شکست کھائی۔

اودھ اور بنگالہ کے صوبوں کا فتح ہونا +

سلطان شہاب الدین کا خوارزم پر چڑھائی کرنا اور شکست کھانا +

سنہ ۱۲۰۵ع مطابق ۶۰۲ھ

اور سب اسباب چھوڑنا پڑا رستہ میں بھاگا جاتا تھا کہ قراہبیگ کی اور سلطان عثمان کے لشکر نے
راہ میں اُسکو گھیر لیا مگر سو سوار اُسکے پاس رہے کچھہ مقابلہ نہو سکا۔ آخر کو قلعہ اندخود میں پناہ گیر ہوا۔ یہ قلعہ
ہرات اور بلخ کے درمیان واقع ہے۔ بہ سلطان عثمان کی وساطت سے صلح ہو گئی۔ قلعہ اُسکے
حوالہ کیا اب پریشاں حال ہو کر مراجعت کا قصد کیا +

جسوقت سلطان شہاب الدین میدان جنگ سے بھاگا تہا اُسوقت اُسکا ایک غلام ایبک نام
ہمراہ تھا۔ اُسنے جانا کہ سلطان مارا گیا۔ سندہ کی سلطنت کا خیال اُسکو خود پیدا ہوا اسلئے اُسکے
مرنے کی افواہ چاروں طرف اُڑا دی اور خود بہت جلد مُلتان میں آیا اور وہاں کے حاکم
امیر حسن سے محبت دانو کھیلا۔ اُسنے کہا کہ مجھے کچھہ آپ سے بادشاہ کا حکم کہنا ہے اور جو آجکل حوادثات
واقع ہوئے ہیں اُنکا بیان کرنا منظور ہے خلوت میں چلئے۔ امیر حسن بے تامل اُسکے ساتھہ محل میں
چلا آیا۔ وہاں ایک ترکی غلام لگا رکھا تہا اُسنے اُسکی گردن اُڑا دی۔ اب یہ مشہور کیا کہ مینے
یہ کام سلطان کے حکم سے کیا ہے اور ایک فرمان جعلی دکھا کر ملتان کا حاکم بے تکلف بن بیٹھا۔
اور گھکر کی قوم بھی سلطان کے مرنے کی خبر سُنکے پہاڑوں سے نکل پڑی اور لاہور کی تسخیر کرنیکا
ارادہ کیا اور جہلم اور سودرہ میں ایک شور فساد مچا دیا۔ سلطان جب قلعہ اندخود سے غزنین میں آیا
یلدوز نے کہ سلطان کے معزز غلاموں میں سے تہا قلعہ میں نہ داخل ہونے دیا ۔۔ اور لڑائی
کے لئے مستعد ہوا اور چونکہ سلطان مقابلہ نہ کر سکتا تھا ناچار ملتان میں آیا۔ یہاں ایبک نے
بھی اطاعت نہ اختیار کی۔ سلطان نے اُسکو لڑکر گرفتار کر لیا۔ اور ہندوستان کی سرحد سے
سپاہ جمع کر کے غزنین کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یلدوز کا گناہ غزنین کے امرا و کبار کی سفارش
سے معاف کر دیا اور غزنین پر قابض و متصرف سلطان ہو گیا۔ اتنے میں ایلچی خوارزم سے آیا
اور صلح ہو گئی غرض سب سلطان سے پھر گئے۔ مگر قطب الدین ایبک وفادار رہا۔ اب سلطان نے
گھکروں سے لڑنے کا ارادہ کیا قطب الدین ایبک بھی دہلی سے سلطان کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اور دونو نے ملکر گھکروں کی خوب گوشمالی کی اور لاہور میں سلطان آیا۔ یہاں سے
قطب الدین ایبک کو رخصت کیا۔ جتنے دنوں سلطان لاہور میں رہا۔ گھکر طرح طرح کی تکلیفیں

مسلمانوں کو ستاتے رہتے پنجاب میں مسلمانوں کے آنے جانے کا رستہ انکے ہاتھوں سے بند ہو گیا۔
گکھڑوں کا کچھ مذہب تھا جس کسیکے لڑکی ہوتی وہ دروازہ پر لیکر کھڑا ہوتا۔ اور پکارتا کہ کوئی
اسکو زوجیت میں قبول کرتا ہے اگر کوئی قبول کرتا تو اُسکے حوالہ کرتا نہیں اُسکو قتل کرتا۔
ایک ایک عورت کئی کئی خاوند کرتی تھی غرض اُنکا مذہب کچھ تھا یا نہ تھا مگر وہ مسلمانوں
کی تکلیف رسانی کو بڑا ثواب سمجھتے تھے۔ اب سلطان کے آخر ایام سلطنت میں ایک مسلمان اُنکی
ہاں قید ہوا اُسنے مذہب اسلام کی خوبیاں بیان کیں گکھڑوں کے سردار کو وہ خوبیاں پسند
آئیں۔ اور اُسنے کہا کہ اگر میں سلطان کے روبرو جاکر اسلام قبول کروں تو وہ میرے ساتھ
کیا سلوک کرے۔ اِس مسلمان نے جواب دیا کہ میں اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ وہ تیرے ساتھ شاہانہ
سلوک کرے اور اس کوہستانی ملک کی حکومت تجھے دیدے۔ یہ سارا مضمون اپنی
عرضی میں لکھا اور گکھڑوں کے سردار کی عرضی لی۔ اِن دونوں کو سلطان کی پاس بھیجدیا سلطان
نے فوراً خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع گکھڑوں کے رئیس کے واسطے ارسال کئے۔ اور رئیس
گکھڑوں کا سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام اختیار کیا اور اس کوہستان کی حکومت
کا فرمان لیکر اپنے وطن کو چلا گیا۔ اور اپنے قوم کے آدمیوں کو بھی مسلمان بنایا۔ اِنھیں
دنوں میں غزنین کے مشرقی پہاڑوں کے باشندے بھی مسلمان ہوئے +

گکھڑوں کا مسلمان ہونا +

جب سارے ہندوستان میں امن و امان ہو گیا تو ۶۰۲ھ میں سلطان نے لاہور سے غزنین
جانے کا قصد کیا اور بہاء الدین سلم والی بامیان کے نام حکم صادر ہوا کہ ہمارا ارادہ ہے
کہ ترکستان کے کفار سے لڑائی لڑیں اسلئے ایک لشکر آب جیحوں کے کنارہ پر جمع کیا جائے
اور پل تیار رہے۔ غرض اسی سال کی دوسری شعبان کو خیمہ اُسکا دریاء سندھ پر ایک مقام پر
برھفنا پر قائم تھا کہ گکھڑوں کے چند بدمعاش جنکے عزیز و اقارب فوج سلطانی کے ہاتھ سے
مارے گئے تھے دریا میں پیر کر آدھی رات کے وقت خیمے میں گھس گئے۔ اور سلطان کو خنجروں
سے قتل کر ڈالا۔ بادشاہ کا جنازہ بڑی شان و شوکت اور جاہ و جلال سے غزنین کو روانہ ہوا
جنازہ کے ساتھ بڑے بڑے رئیس اور امیر ساتھ تھے اور کندھا دیتے تھے۔ اور آہ و بکا

سلطان شہاب الدین غوری کی وفات +

کرتے تھے جب غزنین کے قریب جنازہ پہنچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزنین استقبال کے لئے آیا اور زرہ بکتر پھینکدیا۔ بالونکو بکھیر دیا خاک سر میں ڈالی غرض اس بادشاہ کے غم و الم و ماتم میں اسکے سب سرداروں کا عجب عالم تھا۔ اسکے مرنے کی تاریخ یہ ہے +

شہادتِ ملک بحر و بر معز الدین | کز ابتداے جہاں شہ چو او نیامد یک
سوم ز غرۂ شعبان بسال شش صد و دو | فتاد در رہ غزنین بمنزل دمیک

جب سے غزنین میں فرمانروا تھا اس دن سے اپنی آخر عمر تک ۳۲ سال حکمرانی کی خزانہ سلطان کا اسقدر تھا کہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سوا اور جواہرات کے پانچ من ہیرا تھا +

سلطان شہاب الدین کی اولاد پسری نہ تھی صرف ایک لڑکی اُسنے چھوڑی۔ وہ اپنے ترکی غلاموں ہی کو اولاد سمجھتا تھا۔ اور اپنی اولاد کی طرح اُن کو پالتا اور انکی تربیت اور تعلیم وہ اعلی درجہ کی کی کہ وہ بڑے بڑے پایہ کے بادشاہ ہوئے۔ تین غلام اُسکی وفات کے وقت بڑے بڑے صوبوں پر حکومت کر رہے تھے قطب الدین ایبک ہندوستان میں تاج الدین یلدوز غزنین میں ناصر الدین قباچہ سندہ اور ملتان میں اگرچہ اُسکی وفات کے بعد اسکا بھتیجا سلطان محمود نام کے تخت پر بیٹھا مگر ساری سلطنت تو ان غلاموں کے ہاتھ میں تھی وہی اُسپر حکمرانی کرتے تھے اور بامیان کی سلطنت پر اور عزیز و اقارب اُسکے حکومت کرتے تھے فقط اُس پاس غور اور ہرات اور سیستان اور شرقی خراسان باقی تھا فیروزکوہ اُسکی دار السلطنت تھا جب سلطان محمود بادشاہ ہوا تو اُسنے قطب الدین ایبک کو بادشاہ ہونے کا خطاب اور تمغا بھیجدیا۔ اگرچہ غزنین کی سلطنت کے دعویدار بامیان کی بادشاہ کی اولاد میں سے پیدا ہوئے۔ مگر اُسنے تاج الدین یلدوز کی حکومت میں رخنہ اندازی نہ کی۔ سلطان محمود نے پانچ چھہ برس کے بعد وفات پائی۔ تو اُنکے مغربی ملکوں میں لڑائیاں اور فساد برپا ہوئے۔ اور شاہ خوارزم نے غوریوں کے خاندان کا خاتمہ کر دیا۔ ان لڑائیوں کا ذکر تاریخ ہند میں مناسب معلوم نہیں ہوتا غرض اب غزنین اور غور سے کچھ تعلق ہندوستان کو نہ رہا۔ ہندوستان بجائے خود ایک مسلمانوں کی سلطنت ہو گئی۔ سب سے پہلا بادشاہ قطب الدین ایبک ہندوستان کا ہوا +

فصل چہارم

غلام بادشاہوں کی سلطنت

اب خدا کی قدرت کو دیکھو کہ ہندوستان میں ترکی غلاموں کی سلطنت کس جاہ و جلال سے ہوئی اور کس عرصہ دراز تک قائم رہی۔ قطب الدین ایبک کی حقیقت یہ ہے کہ ترکستان سے اسکو چھوٹی عمر میں ایک سوداگر نیشاپور میں لے گیا۔ وہاں قاضی فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی نے خریدا۔ اور اسکو اپنی اولاد کے ساتھہ تعلیم کیا۔ وہ قرآن کا حافظ ہو گیا۔ اور عربی فارسی پڑہ گیا۔ پھر ایک سوداگر نے اسکو بہت روپیہ دیکر قاضی سے خریدا۔ اور سلطان شہاب الدین کی خدمت میں بطور تحفہ کے نذر کیا۔ اور اسکے عوض میں بہت کچھہ روپیہ پایا۔ اگرچہ ایبک باطنی صفات حمیدہ رکھتا تھا مگر ظاہری صورت اچھی نہ رکھتا تھا چھنگلیا ٹوٹی ہوئی تھی اسلئے اسکو ایبک شل کہتے تھے اب اسنے اس خوبی اور شعور اور اخلاص سے سلطان کی خدمت کی کہ عنایات خسروانی اس پر ہونے لگیں ایک دن کا ذکر ہے کہ مجلس عیش و طرب میں سلطان شہاب الدین نے اسکو بہت کچھہ انعام اکرام دیا۔ اسنے اس سب کو فراشوں اور ملازموں اور اپنے بھائی ترکی ملازموں میں تقسیم کر دیا اور اپنے پاس پیسا نہ رکھا۔ اس بات کو سنکر بادشاہ بڑا خوش ہوا اور حضوری کا حکم دیا۔ پھر میر آخوری کا عہدہ عنایت کیا۔ غور اور غزنین اور بامیان کے سلاطین جب سلطان شاہ سے خراسان کی طرف لڑنے گئے تو وہاں اسنے وہ کارہاے نمایاں کئے کہ اسکی شجاعت کی ایک دہوم مچ گئی۔ ایک دن وہ گھاس کی تلاش میں پڑا پہرتا تھا کہ سلطان شاہ کے آدمیوں نے آگھیرا۔ اگرچہ اسوقت تھوڑے سے آدمی ساتھہ تھے مگر پھر بھی جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ اس میں قید ہو گیا جب سلطان شاہ کو شکست ہوئی تو قطب الدین کو سلطان شہاب الدین کے سامنے رو برو اونٹ پر بٹھا کے اسی صورت سے نکال کر لائے جس صورت سے کہ وہ قید خانہ میں پنجرے کے اندر رہتا تھا۔ اس نمک حلالی پر اسکا اعتبار بڑہا جب اجمیر میں فتح ہوئی تو ہندوستان میں وہی سلطان کا نائب اور سپہ سالار مقرر ہوا +

سلطان قطب الدین مجمع اوصاف تھا ترکی نژاد ہونیکے سبب سے شجاعت اور جوانمردی تو ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا سخاوت اور فراخ دستی اوسکی عادت تھی۔ فیاضی سے لاکھوں روپئے دوستونکو دیدیتا تھا اس سبب سے لکھ بخش اُسکا لقب تھا۔ شجاعت نے دشمنوں کو زیر کر رکھا تھا اور سخاوت نے دوستونکو محکوم بنا رکھا تھا۔ وہ ایسا ہر دل عزیز اور معزز تھا کہ کوئی اُسپر رشک اور حسد نہ کرتا عمائد سلطنت سے محبت پیدا کرنیکے واسطے اُسنے یہ ناطے رشتے کیے اسنے اُسکو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ تاج الدین یلدوز کی لڑکی سے شادی کی۔ ناصر الدین قباچہ سے اپنی ایک بیٹی کی شادی کی اور جب وہ مرگئی تو دوسری بیٹی سے نکاح کیا۔ شمس الدین التمش سے کہ وہ بھی معزز غلاموں میں سے تھا اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ ناصر الدین قباچہ قطب الدین کو ہمیشہ بزرگ جانتا تھا اور اسکی طرف سے سندھ پر حاکم تھا۔ مگر تاج الدین یلدوز اس رشتہ مندی کی کچھ پروا نکرتا تھا۔ اور اب تک ہندوستان کو غزنین کا صوبہ سمجھتا تھا۔ یہ سمجھ کر لاہور پر چڑھ گیا۔ اور اُس پر قبضہ کر لیا مگر انجام اسکا یہ ہوا کہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۵ء میں قطب الدین نے اُسکو غزنین سے نکال باہر کیا۔ اور چالیس روز تک غزنین میں ڈنکا اپنا بجایا۔ اور تاج شاہی سر پر رکھ کر تخت پر جلوس کیا۔ مگر تاج الدین یلدوز نے پھر قطب الدین سے غزنین کو لے لیا۔ اور قطب الدین وہاں سے لاہور چلا آیا۔ اور عیش و آرام اور آسائش سے زندگی بسر کرنے لگا۔ عدالت و انصاف اور خوش خوئی اور نیک معاملگی میں یہ بادشاہ بڑا مشہور ہوا۔ اسکی ان سب باتوں کو لوگ مدت تک یاد کرتے رہے۔ ۶۰۷ھ ۱۲۱۰ء میں یہ بادشاہ چوگان کھیلتے کھیلتے گھوڑے سے گر پڑا اور مر گیا۔ چار برس تک وہ تخت نشین رہا۔ مگر انتظام اور بندوبست اُس کا ہندوستان میں اس روز سے کہ سلطان شہاب الدین نے اپنا نائب مقرر کیا تھا بیس برس تک رہا جو فتوحات اُسنے اور اُسکے عہد میں مختار خلجی نے حاصل کی تھیں اُنکا بیان اسکی نیابت سلطانی کے عہد میں پہلے ہم نے لکھا ہے۔

ابن بطوطہ یہ حکایت بیان کرتا ہے کہ قاضی قضات ہند و سندھ کمال الدین بن برہان الدین غزنوی صدر جہاں نے مجھ سے کہا کہ کس طرح شہر دہلی ۵۸۴ھ ۱۱۸۸ء میں فتح ہوا تھا۔ یہی شہر کی جامع مسجد کی محراب میں لکھا ہوا میں نے دیکھا۔ اسی دلیل سے مجھے معلوم ہوا کہ امیر قطب الدین ایبک نے دہلی کو

فتح کیا ہے وہ شہاب الدین محمد بن سام غوری شاہ غزنین اور خراسان کا غلام تھا جسنے سلطنت ابراہیم سے چھینی تھی اور یہ ابراہیم سلطان محمود غزنوی فاتح ہند کا پوتا تھا۔ شہاب الدین نے بہت سا لشکر قطب الدین ایبک کو دیکر ہند بھیجا جسنے لاہور کے دروازے اسکے لئے کھولدئے اور اُسنے اس شہر کو اپنا دار الحکومت مقرر کیا۔ روز بروز اسکی سلطنت بڑہتی گئی وہ سلطان شہاب الدین کے عہد میں اپنی معراج پر پہونچ گیا تھا مقربین سلطانی نے سلطان سے کہا کہ قطب الدین ایبک کا ارادہ شہر کے بادشاہ ہونیکا ہے اور وہ کھلی بغاوت اختیار کرنے کو ہے قطب الدین کو اسکی خبر ہوئی۔ وہ چھپا چھپا جلد جلد غزنین رات کو پہنچا اور سلطان شہاب الدین پاس آیا۔ رقیبوں کو اسکی خبر نہ ہوئی۔ دوسرے دن بادشاہ نے ایبک کو اپنے تخت کے نیچے چھپا کر بٹھایا اور آپ تخت کے اوپر بیٹھا۔ ایبک کے دشمنوں کو بلایا اور اُنکو اپنی اپنی جگہ پر بٹھایا اور ایبک کے باب میں اُنسے سوالات شروع کئے۔ سب نے کہا کہ ایبک باغی اور خود سلطنت کا ارادہ رکھتا ہے سلطان نے تخت کے پایہ کو پاؤں سے ہٹایا اور ہاتھ کو ہاتھ پر مارکر پکارا اے ایبک اُسنے جواب دیا کہ لبیک یعنی حاضر ہوں۔ وہ اپنے الزام لگانے والوں کے روبرو آیا۔ وہ اُسکو دیکھکر متحیر ہوگئے اور زمین پر سجدہ کرنے لگے سلطان نے کہا کہ میں اب کی دفعہ تمہارا قصور معاف کرتا ہوں مگر آیندہ ایبک کے عیب گوئی اور بدگوئی سے اجتناب کیجو۔ ایبک کو اُسنے ہند روانہ کیا اور اُسنے اُنکر دہلی کو اور شہروں کو فتح کرلیا +

بعد سلطان قطب الدین کے واقعہ ناگزیر کے امرا سلطنت نے اس نظر سے کہ آرام خلائق میں کوئی فرق نہ آئے۔ آرام شاہ پسر قطب شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ مگر اسمیں سلطنت کی قابلیت نہ تھی۔ ایک سال سلطنت پر نہ گذرنے پایا تھا کہ سلطنت کے اسطرح ٹکڑے ہوگئے کہ ناصر الدین قباچہ مملکت سندھ پر متسلط ہوا اور مملکت بنگال میں خلجیوں کی سلطنت قائم ہوئی سرحد پر اور راجاؤں نے بھی دنگہ وفساد مچایا۔ امیر علی آہسل دہلی اور اور میروں کو جنہوں نے متفق الرائے ہوکر آرام شاہ کو بادشاہ بنایا تھا اپنی رائے سے ندامت و پشیمانی ہوئی انھوں نے ملک شمس الدین التمش کو جو قطب الدین کا غلام و داماد و متبنٰی اور بدایوں کا حاکم تہا آدمی بھیجکر اُسے سلطنت کی استدعا کی

سلطنت آرام شاہ بن قطب الدین +

وہ اپنی جمعیت لیکر دہلی میں آیا۔ شہر پر متصرف ہوا۔ آرام شاہ شہر سے باہر نکل گیا حوالی شہر اور باپ کے نوکروں کو جمع کر کے دہلی کے تسخیر کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر سلطان التمش نے اُس کو لڑائی میں شکست دی۔ پھر آرام شاہ مرگیا۔ اُسنے ایک سال بھی سلطنت نہ کی اور اُسمیں ممالک ہندوستان کے چار حصے ہو گئے۔ مملکت سندھ میں ناصر الدین قباچہ کا تصرف ہوا۔ ممالک بنگال میں ملوک خلجی کا۔ مملکت دہلی میں سلطان التمش کا۔ مملکت لاہور کبھی ملک تاج الدین یلدوز پاس کبھی ملک ناصر الدین قباچہ پاس کبھی شمس الدین التمش پاس ان میں سے ہر ایک کا ذکر ہم آیندہ کرینگے +

سلطنت سلطان شمس الدین التمش ابو المظفر التمش

طبقات ناصری میں شمس الدین التمش کا حال یہ لکھا ہے کہ وہ ترکان قراختائی سے تھا اور اسکا باپ قبیلۂ البری سے تھا اسکا نام ایلم خاں مشہور تھا اور اپنے زمانہ کے نامور امرا میں سے تھا التمش کا حال بھی حضرت یوسف کا سا ہوا کہ اسکے سگے بھائیوں کو یا چچیرے بھائیوں کو اُسکی حسن صورت و کیاست و فراست پر رشک و حسد ہوا۔ ماں باپوں سے یہ کہہ کر کہ گھوڑوں کے گلے کی سیر دکھانے اُسے لے جاتے ہیں گھر سے باہر لے گئے اور زبردستی ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس سوداگر نے بخارا میں لیجا کر صدر جہاں کے اقرباؤں سے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ کچھ دنوں یہاں اسکی طرح طرح سے ترتیب و پرورش ہوئی۔ اس خاندان بزرگ سے اُسکو حاجی بخاری نے خریدا اور حاجی جمال الدین قباجست کے ہاتھ بیچا یہ حاجی اُسکو غزنین میں لایا یہاں ابتک کوئی ترک بچہ ایسا خوبرو اور عاقل آیا نہ تھا اس کا ذکر سلطان معز الدین کے کانوں تک پہونچا۔ سلطان نے کہا کہ اسکی قیمت مشخص کیجائے۔ ایک اور غلام ایبک التمش کے ہمراہ تھا۔ ہر ایک کی قیمت ہزار دینار مشخص ہوئی۔ اس قیمت پر مالک نے غلاموں کو نہ بیچا سلطان نے کہا کہ کوئی شخص ان غلاموں کو نہ خریدے۔ حاجی جمال الدین ایک برس غزنین میں رہا پھر بخارا میں گیا اور دونوں غلاموں کو ہمراہ لے گیا پھر غزنین میں انکو لایا سلطان کا حکم تھا کہ کوئی نہ خریدے۔ پھر کسکا مقدور تھا کہ خریدتا سلطان قطب الدین گجرات کو فتح کر کے ملک نصیر الدین حسین سمیت غزنین میں آیا۔ ان دو غلاموں کا احوال سنکر سلطان سے انکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ میں منع کر چکا ہوں کہ کوئی انکو نہ خریدے اسلئے یہ مناسب نہیں

شمس الدین التمش کا بیان

کہ کوئی اسکو غزنین میں مول لے۔ دہلی میں وہ جائیں اور وہاں وہ بکیں جب قطب الدین نے دہلی کو مراجعت
کی تو آپ نے وزیر نظام الدین کو فرمایا کہ وہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لائے جب حاجی دہلی میں آیا
تو التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خریدا اور ایبک کا نام طمغاج رکھا اور اسکو بھٹنڈہ کا امیر کیا وہ
ملک تاج الدین یلدوز کی لڑائی میں جو قطب الدین ایبک سے ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو جسکا نام
پہلے کچھ اور تھا التمش نام رکھکر اپنا فرزند بنالیا اور اپنے پاس رکھا اور اسکو میر شکار کا عہدہ دیا اور
گوالیار کو فتح کرکے یہاں کا حاکم اسکو مقرر کیا اور پھر برن اور اسکے نواح کا اضافہ کیا جب اسکی اور
لیاقت زیادہ دیکھی تو بدایوں کا ناظم مقرر کیا +

جب سلطان معز الدین محمد سام گکھروں کے فساد مٹانے کے واسطے ہندوستان میں آیا تو حسب الحکم السلطان
قطب الدین ایبک بھی لشکر لیکر پنجاب میں آیا اور التمش بدایوں کا لشکر لیکر قطب کے لشکر سے ملا۔
التمش کی دلاوری و مردانگی کی بڑی شہرت تھی اُسنے اس لڑائی میں وہ اسطرح دکھائی کہ مسلح
گھوڑے کو پانی میں ڈالدیا اور دشمن سے لڑا اور گکھروں کو شکست دی اور بارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا
جب سلطان معز الدین نے یہ جلادت اور کار پردازی مشاہدہ کی تو انعام اور تشریف خسروانہ سے
سرافراز کیا قطب الدین سے اُسکی تربیت کی سفارش کی اور حکم دیا کہ اُسکو آزاد کردے پس وہ
مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ پر پہنچا اور قطب الدین نے اپنی بیٹی سے اُسکا نکاح کردیا

جب سلطان قطب الدین ایبک کا لاہور میں انتقال ہوا تو سپہ سالار امیر علی اسمعیل اور امیر داؤد
دیلمی اور اعیان ملک کی استدعا سے وہ جمعیت اور لشکر سمیت بدایوں سے دہلی میں آیا اور [illegible]
متصرف ہوا۔ اور اپنا خطاب سلطان شمس الدین التمش رکھا ۶۰۷ھ ۱۲۱۱ میں تخت پر بیٹھا وہ اکثر سلوک و
امرا قطبی کی رعایتیں کرتا وہ بھی اسکی اطاعت کرتے مگر بعض امرائے قطبی و معزی نے ایسی مخالفت
کی اور اطراف دہلی میں اپنی جمعیت کی اور ایک فوج ترکان خونخوار کی لیکر سلطان سے کارزار شروع
کی سلطان نے جمنا کے میدان میں اُنکو شکست دی اور ترکوں کے نامی سرداروں آیبتغر و فرخ شاہ
کو قتل کیا۔ غرض سلطنت کو اس خس و خاشاک سے پاک کیا +

ان دنوں میں حاکم ارمیسہ باغی ہوا اور اوار مال نہیں کیا۔ التمش نے لشکر کشی کرکے اُسکو

التمش کا قطب الدین کی خدمت میں پہنچنا اور ترقی پانا +

سطیع کیا اور پیشکش لیکر واپس گیا۔ تاج الدین یلدوز کو ابتک یہ خبط چلا جاتا تھا کہ ہندوستان غزنین کا
ایک صوبہ ہے اسلیئے اُسنے التمش کو چتر ورایت بھیجا اور خطاب سلطان کا عطا کیا +
التمش نے اُسکو اسلیئے قبول کیا کہ وہ سلطنت غزنین کی عزت کو باقی رکھنا چاہتا تھا مگر چند
مدت کے بعد جب خوارزم شاہ کے لشکر نے تاج الدین یلدوز کو شکست دیکر غزنین سے نکال دیا
اور وہ کرمان وسیوان میں آگیا تو اُسکو ممالک ہندوستان کی طمع دامنگیر ہوئی اور ۶۱۲ھ میں پنجاب
اور قصبہ تھانیسر پر اپنا تصرف کر لیا۔ اور التمش پاس ایسے آدمی بھیجے کہ وہ سلطنت کی تذلیل کریں
سلطان شمس الدین نے آشفتہ خاطر ہو کر لشکر کشی کی اور ان دونوں میں تراوری کے میدان
میں ایک سخت محاربہ ہوا۔ تاج الدین یلدوز کو شکست ہوئی اور اکثر سردار مقید ہوئے سلطان
نے تاج الدین کو گرفتار کر کے بداؤں میں قید کیا۔ وہاں اجل طبعی سے یا زہر سے دنیا سے رخصت ہوا
۶۱۴ھ میں سلطان شمس الدین التمش ملک ناصر الدین قباچہ کا اقطاع لاہور کے سر پر حوالی
منصوریہ میں دریاء چناب کے کنارہ محاربہ ہوا یہاں التمش کو فتح نصیب ہوئی حوالی غزنین
میں جو ملوک خلج تھے وہ مضافات سندھ پر تاخت وتاراج کرتے تھے اسلیئے ۶۱۴ھ سلطان قباچہ
سے اُنکی لڑائی ہوئی اور خلجیوں کو شکست ہوئی۔ ان مغلوب خلجیوں نے التمش کا دامن پکڑا۔ اُس نے
ان خلجیوں کو ساتھ لیکر ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور اُس کو شکست دی اور وہ کہیں اپنے
ملک کی انتہا پر بھاگ گیا سلطان دہلی چلا آیا +
جب سلطان خوارزم شاہ نے تاج الدین یلدوز کو غزنین سے خارج کر دیا تھا تو یہ ظن غالب
ہوتا تھا کہ وہ ہندوستان پر چڑھائی کریگا چنانچہ اُسکی فوجیں اٹک کے آس پاس آئیں اور وہ
ناصر الدین قباچہ کے مقابلہ سے اٹک کر رہ گئیں۔ مگر اس چڑھائی کے نہ ہونے کا سبب ایک
اور ہی ہوا کہ ایشیا میں وہ طوفان برپا ہوا کہ اُسنے سارا رنگ روپ اُسکا بدل دیا۔ اس اجمال
کی تفصیل یہ ہے کہ مغلوں میں چنگیز خاں جو پہلے کوئی نامی گرامی سردار نہ تھا ایسا قوی اور
زبردست سپہ سالار ہوا کہ کوئی اُسکا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ ایک جرار قہار فوج مغل وتاتار کی
اُسکے پاس تھی جہاں یہ فوج جاتی ملک کے ملک بے چراغ کرتی۔ آندھی بھونچال کی طرح سلمانوں

مسلمانونکی سلطنتوں پر چڑہ آئی اور ایک شور قیامت اُنہیں مچادیتی طوفان نوح کے بعد جو کوئی بڑی بلا انسان پر نازل ہوئی ہو وہ یہ طوفان چنگیز خانی ہے اُنکا مذہب تو معلوم نہیں کیا تھا مگر اُنکا ایمان یہ تھا کہ جہاں جائے وہاں انسان کی نسل مٹائیے سب سے اول یہ بلا سلطنت اسلامیہ خوارزم شاہی پر آئی۔ اُسکی ساری دولت و مملکت کو غارت کرکے برباد کردیا۔ ۶۱۸ھ میں وہانکا بادشاہ جلال الدین اپنی جان بچانے کے واسطے دریاے سندھ کے اِس طرف بھاگ آیا۔ اُس کے پیچھے مغلوں کی فوج بھی ملتان و سندھ میں داخل ہوئی سلطان التمش بھی بہت سا لشکر لے کر سلطان جلال الدین کے مقابل گیا اور بڑی سمجھہ بوجھہ کا کام یہ کیا کہ جب دیکھا کہ جلال الدین کا ارادہ قیام کا یہاں ہے تو اُسکو کہلا بھیجا کہ آپ کے مزاج کے موافق یہاں کی آب و ہوا نہیں آئیگی جلال الدین اس بات کو سمجھہ گیا اور سندھ و سیوستان کی جانب بھاگ گیا اور یہاں ناصر الدین قباچہ سے لڑائی جھگڑا ہوا تو وہ کیچ و مکران کی راہ سے باہر چلا گیا۔ اُسکے ساتھہ ہی مغلوں کی فوج بھی اُلٹی چلی گئی ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اتنے ہی دنوں میں فوج اِبنارنگ نے ہنگامہ کیا تھا کہی دس ہزار ہندوؤں کو لونڈی غلام بنایا اور جب رسد کی تنگی ہوئی تو ان بیچارے قیدیوں کو قید حیات سے رہائی دی +

۶۲۲ھ ۱۲۲۵ میں سلطان شمس الدین التمش نے لکھنوتی و بہار پر لشکر کشی کی سلطان غیاث الدین نے جسکا ذکر آئندہ ہوگا ملک بنگال میں اپنا بالکل تسلط کر رکھا تھا اُسکو مطیع کیا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کرایا۔ اور ۳۸ تیس ہاتھی اور اسّی ہزار تنگہ نقرہ نذر میں لئے اور اپنے بڑے بیٹے کو ناصر الدین کا خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کی جسمیں تمام بنگالہ داخل تھا تفویض کی اور چتر و دورباش اُسکو دیا اور خود دار الملک دہلی کو مراجعت کی غیاث الدین خلجی سے ناصر الدین لڑا اور اُسکو قتل کر ڈالا اور بہت کچھہ غنیمت میں مال اُسکو ہاتھہ آیا جسکو اُسنے دہلی کے روشناس آدمیوں میں انعام و تحفے کے طور پر تقسیم کیا +

۶۲۳ھ میں قلعہ رنتھنبور کی فتح کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ متانت میں سارے ہندوستان میں مشہور تھا ارباب تاریخ کہتے ہیں کہ ستر سے زیادہ بادشاہوں نے اُسپر حملہ کیا۔ مگر کسی سے وہ فتح نہ ہوا۔

بنگال کی فتح اور ناصرالدین قباچہ ... اور ملتان و سندھ کی فتح +

سلطان نے چند مہینوں میں اُسے فتح کر لیا۔ بعد ایک سال ۶۲۳ھ میں قلعہ مندور کو جو سوالک میں واقع ہے فتح کر لیا۔ یہاں غنیمت بہت ہاتھ لگی+

ناصر الدین قباچہ سے لڑائی+

جب ناصر الدین قباچہ کو جلال الدین کی طرف سے فرصت ملی تو اُسنے پھر سلطان التمش سے پرخاش شروع کی۔ اسلئے ۶۲۵ھ میں دہلی سے بلاد اوچہ و ملتان میں سلطان گیا۔ ناصر الدین قلعہ اوچہ کو مستحکم کر کے خود قلعہ بھکر کی طرف چلا گیا اور اپنے وزیر عین الملک حسین اشعری کو حکم دیا کہ وہ قلعہ اوچہ سے خزانہ لیکر قلعہ بھکر میں پہنچا دے۔ سلطان نے خود قلعہ اوچہ کا محاصرہ کیا اور اپنے وزیر نظام الملک جنیدی کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب میں بھیجا۔ ایک مہینہ تک قلعہ اوچہ محاصرہ میں رہا پھر صلح سے فتح ہو گیا۔ ناصر الدین قباچہ نے حصار بھکر سے نکلکر اپنے تئیں دریاء سندھ میں غرق کیا۔ اسنے چند روز پہلے اپنے بیٹے ملک علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان التمش کی خدمت میں بھیجا تھا اور صلح کا پیغام دیا تھا۔ بعد اسکے اُسکا سارا خزانہ اور باقی لشکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سارا ملک سمندر تک سلطان کے قبضہ میں آگیا اور ملک سنان الدین حبش والی دیول و سندھ درگاہ شمسی میں آیا اور اطاعت اختیار کی۔ جب اس مہم کا سارا کام ختم ہوا تو وہ دہلی کی طرف چلا+

جامہ خلافت+

۶۲۶ھ میں سلطان شمس الدین کے واسطے رسولان عرب جامہ خلافت لائے۔ سلطان نے نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ یہ جامہ جبا سبحان پہنا اور بہت خوش ہوا اور اکثر امیروں کو خلعت دئیے اور شہر میں آئین بندی ہوئی اور خوب نوبتیں بجیں۔ یہ اسی بادشاہ کے عہد میں ہوا کہ خلفاء عباسیہ نے ہندوستان کو ایک جداگانہ سلطنت مانا+

لکھنوتی و گوالیار کی فتح

اسی سال میں ملک ناصر الدین حاکم لکھنوتی کی سناونی آئی۔ سلطان نے بیٹے کی ماتم کی رسموں کے ادا کرنے کے بعد اُسکا نام اپنے چھوٹے بیٹے کو دیا۔ ۶۲۷ھ میں لکھنوتی کی طرف لشکر کشی کی۔ ملک بلکا ملک خلجی نے بڑا غدر یہاں مچا رکھا تھا اُسکو جا کر گرفتار کیا اور تخت لکھنوتی ملک علاء الدین جانی کو دیا اور پھر دہلی میں چلا آیا۔ ۶۲۹ھ کو گوالیار کا ارادہ کیا۔ وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ یہاں وہ لشکر کو لیکر آیا۔ قریب گیارہ مہینہ کے اس قلعہ کا محاصرہ رکھا۔ آخر کو اہل قلعہ

اٹنگ آئے اور دیوبل والی قلعہ رات کو بھاگ گیا۔ قلعہ فتح ہوا۔ اور آٹھ سو آدمیوں کو سزا دی گئی۔ ملک تاج الدین ریزہ نے کہ دبیر المملکت تھا یہ رباعی کہی ہے رباعی

ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ۔۔۔ از عون خدا نصرت دیں بگرفت

آں قلعہ گوالیار واں حصن حصین ۔۔۔ وسنہ ماتہ سنہ ثلاثین بگرفت

۶۳۲ھ میں سلطان نے بلاد مالوہ میں یورش کی او بھلیسہ کے شہر اور قلعہ کو فتح کر لیا اور ایک قدیمی بتخانہ تین سو سال کا تھا اور ڈیڑہ سو گز اونچا تھا اُسکو ویران کیا۔ اور اجین کو فتح کر لیا یہاں مہاکال کے بتخانہ کو مسمار کیا۔ پہلے زمانہ میں بکرماجیت اُجین کا راجہ تھا۔ جسکی سنبت شمار ہوتا ہے اور اس زمانہ میں سنبت ۱۳۱۶ تھی اُسکی مورت اس بتخانہ میں تھی اور بعض اور مورتیں تھیں انکو اور سنگ مہاکال کو سلطان لے گیا اور دہلی کی جامع مسجد کے نیچے دفن کرا دیا تاکہ وہ لگدکوب میں رہیں اب سارے مالوے میں اُسکی سلطنت کا ڈنکہ بج گیا +

ان فتوحات کے بعد سلطان آرام سے نہ بیٹھ سکا۔ ملتان کو لشکر لے کر سفر کیا۔ مگر یہ سفر ایسا نامبارک تھا کہ ایک عارضہ میں مبتلا ہوا۔ اور ایسا ضعف طاری ہوا کہ عماری میں بیٹھ کر بند توبیح یعہ درت پوچھ کر دہلی میں آیا۔ اونمیں وز بیمار رہا مرض قوی ہوا ۲۰۔ ماہ شعبان ۶۳۳ھ مطابق اپریل ۱۲۳۶ع کو اس دار فنا سے سرائے بقا کو سفر کیا۔ اُسکی مدت سلطنت چھبیس سال تھی +

حوض شمسی جسکو تالاب شمسی کہتے ہیں وہ دہلی میں سلطان کی یادگار موجود ہے۔ اسکے روزگار کی سب سے زیادہ عمدہ یادگار قطب کی مینار ہے۔ یہ لاٹھ بھی منجملہ عجائب روزگار ہے۔ اب تک اُس کے پانچ کھنڈ موجود ہیں اور اسی گز اونچی ہے۔ پہلے سات کھنڈ تھے اور سو گز بلند تھی جڑ میں اُسکا محیط پچاس گز ہے اور سر پر دس گز۔ اندر سے وہ خالی ہے اور اسمیں چکردار زینہ بنا ہوا ہے تین سو اٹھتر سیڑھیاں ہیں باوجود اس قدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار اُس کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے سب جگہ اس پر نبت کاری اور گلکاری بہت خوبصورتی سے بنی ہوئی ہے +

اِس بادشاہ کے عہد میں بڑے بڑے فاضل اور عالم اور اہل کمال موجود تھے منجملہ اُنکے

سلطان التمش کے عہد کے بڑے آدمی اور انکی حکایات +

نور الدین محمد عوفی تھا جسنے اسکے عہد میں جامع الحکایات لکھی ہے- وزیر اسکا نظام الملک کمال الدین
جنیدی تھا- یہ وزیر خلیفہ بغداد کے ہاں بھی عہدہ وزارت پر ممتاز تھا- وہ کمالات صوری و معنوی
میں مشہور تھا سلطان شمس الدین نے اپنی زبان سے یہ حکایت بیان کی کہ میرے آقا نے مجھے کچھ درام
دیکر کہا کہ بازار سے انگور خرید لا- رستہ میں وہ درام گر گئے میں خوف کے مارے زار زار رونے لگا
کہ ناگاہ ایک فقیر آیا اور اس حال پر مطلع ہوا اور کچھ انگور خرید کر مجھے دئے اور یہ کہا کہ جب تجھکو
ملک و دولت حاصل ہو تو فقرا اور اہل خیر کے ساتھ نیکی کرنا- اور انکے حق کی حفاظت کرنا- دوسری
نقل یہ ہے کہ التمش بغداد میں تھا اسکے آقا کے ہاں درویشونکی ایک مجلس منعقد ہوئی اور سماع سے
اہل ذوق کو حال آیا- اس مجلس میں التمش کھڑا رہا اور اہل مجلس کی خدمت کرتا رہا- شمع کے گل
کترتا رہا- قاضی حمید الدین ناگوری بھی اس مجلس میں شریک تھا- اسکو اسطرح درویشونکی خدمت
کرنا پسند آیا اور اسپر نظر التفات کی جسکی بدولت اسکو سلطنت حاصل ہوئی اور مدتوں کے بعد
جب وہ ملک ہند میں سریر سلطنت پر بیٹھا تو قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان میں آیا- اور
طالبوں کے ارشاد میں مصروف ہوا- اسکی مجلس میں درویش رقص و سماع کرتے تھے- علماء ظاہر
میں سے ایک ملا عماد الدین اور دوسرے ملا جلال الدین سماع سے انکار کرتے تھے اور سلطان سے چاہتے
تھے کہ قاضی کو سماع سے منع کرے- غرض انمیں اور قاضی میں مباحثہ ہوا- ملاؤں نے قاضی سے
پوچھا کہ سماع حلال ہے یا حرام- قاضی نے کہا کہ اہل قال پر حرام اور اہل حال پر حلال- پھر قاضی
نے سلطان کی طرف مُنہ کرکے کہا کہ وہ مجلس بغداد بھی یاد ہے کہ درویشوں کی نظر سے آپ کو
یہ درجہ ملا ہے سلطان کو اسپر رقت آئی اور قاضی کو اپنے پاس بلایا اور بہت نوازش کی اور
سلطان کو بھی سماع سے لذت آنے لگی اور درویشونکا معتقد ہوا- ابن بطوطہ نے اس بادشاہ
کے حال میں لکھا ہے کہ عادل فاضل صالح تھا اور ظلمونکے دور کرنے میں اور مظلوموں کے انصاف
کرنے میں نہایت مستعد تھا چنانچہ اُسنے یہ حکم دیا تھا کہ جتنے مظلوم ہوں وہ رنگین کپڑے پہنیں
یہاں ہندوستان میں سب سفید کپڑے پہنتے تھے- پس جب وہ دربار میں بیٹھا- اور کسی آدمی کو
رنگین لباس پہنے ہوئے دیکھتا تو اُسکے قضیہ پر نظر کرتا اور انصاف کرتا اور ظالم کے خلاف حکم دیتا

فقط اسی اپنی تدبیر پر کفایت نہیں کی بلکہ اُسنے کہا کہ بعض آدمیوں پر رات کو ظلم ہوتا ہے اُن کے انصاف کرنے میں تعجیل کرنا چاہتا ہوں اسلیے اُسنے اپنے دروازہ پر دو سنگ مرمر کے شیر برجوں کے اوپر رکھے اور اُنکے گلے میں لوہے کی موٹی زنجیریں ڈالیں اور انمیں گھنٹی لٹکائی۔ پس مظلوم رات کو آتے اور اِن گھنٹیوں کو زنجیروں سے ہلاتے بادشاہ انکی آواز سُنکر باہر آتا اور مظلوم کی دادرسی کرتا۔

سلطان رکن الدین فیروز شاہ بن سلطان التمش

سلطان شمس الدین نے ۶۲۵ھ میں رکن الدین کو چتر اور دورباش دیکر پرگنہ بدایوں عنایت کیا اور عین الملک اشعری کو کہ ناصر الدین قباچہ کا وزیر تھا اُسکا وزیر مقرر کیا جب سلطان التمش گوالیار کو فتح کرکے دہلی میں آیا تو اُسکو لاہور کی مملکت عنایت کی جب سلطان سندہ و ملتان سے واپس آیا ہے تو اُسکو ساتھ دہلی میں لایا اور وہ باپ کے مرنے کے وقت دہلی میں تھا ۶۳۳ھ میں وہ تخت سلطنت پر بیٹھا اور ارکان دولت نے نثار و ایثار کیا اور سب شادمان ہوئے اُسنے تخت پر بیٹھتے ہی کاروبار سلطنت کو طاق پر رکھا۔ رات دن ناچ رنگ عیش و طرب میں مشغول ہوا خزائن قطبی و شمسی کو مطربوں اور مسخروں میں اُڑانا شروع کیا۔ بازار میں ہاتھی کی پشت پر مست بیٹھ کر روپیوں اشرفیوں کا لوگوں پر مینہ برساتا۔ کبھی کسی کے دلکو نہ دکھاتا۔ اسنے امور سلطنت کے انتظام میں خلل پڑا۔ اسکی ماں شاہ ترکاں کہ ایک ترکی کنیز تھی ملک کے حل و عقد میں دخل دینے لگی اور ظلم و ستم برپا کیا۔ سلطان شمس الدین کی حیات میں جن سوکنوں کے رشک و حسد سے جلتی تھی اُنمیں سے بعض کو ہلاک کیا بعض کو طرح طرح سے رسوا کیا۔ اور سلطان التمش کے چھوٹے بیٹے کی آنکھوں میں سلائی پھروائی۔ اور پھر اُس کو قتل کرادیا۔ اسکی ان حرکات سے سب صغیر و کبیر و وضیع و شریف متنفر ہوگئے اور کل ملوک نے بغاوت اختیار کی جسکی تفصیل یہ ہے کہ شاہزادہ غیاث الدین محمد کہ سلطان رکن الدین کا چھوٹا بھائی تھا اور اودہ میں حکومت کرتا تھا اُسنے اطاعت چھوڑی لکھنوتی سے جو دہلی کو خزانہ جاتا تھا اُسے لوٹ لیا۔ ملک اعز الدین محمد سالاری صوبہ بداؤں و ملک علاء الدین شیر خانی حاکم لاہور اور ملک اعز الدین کبیر خانی والی ملتان و ملک سیف الدین کوچی ضابطہ ہانسی نے باہم مراسلت کرکے موافقت کی اور لواے مخالفت بلند کیا سلطان رکن الدین

فیروز شاہ بہت سا لشکر لیکر دہلی سے نکلا اور کیلوگڑھی میں آیا۔ نظام الملک محمد جنیدی وزیر
خوف کے مارے کیلوگڑھی سے بھاگ کر قصبہ کول میں گیا اور ملک اعزالدین محمد سالاری سے ملا
اور سب متفق ہوکر لاہور گئے اور اس طرف کے ملوک کے ساتھ متفق اللفظ والمعنی ہوئے سلطان
رکن الدین انکے دفع کرنے کے واسطے پنجاب کو روانہ ہوا جب منصور پور کے حوالی میں پہنچا
تو جو امیر اسکے ساتھ تھے وہ دہلی چلے گئے اور سلطان شمس الدین کی بیٹی سلطان رضیہ کو
سریر سلطنت پر بٹھایا اور مادر سلطان شاہ ترکان کو گرفتار کرکے مقید کیا۔ سلطان رکن الدین کو
جب خبر پہونچی تو اسنے دہلی کو مراجعت کی سلطان رضیہ نے ٦٣٤ھ میں فوج مقابلہ کے لیے بھیجی اُسنے
سلطان کو گرفتار کیا اور قید خانہ میں ڈالدیا تھوڑی مدت میں وہ اسی سنہ میں زندان سے دوسرے
جہان کو چلا گیا چھ مہینے آٹھ روز سلطنت کر گیا + ابن بطوطہ اس بادشاہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ
باپ کے مرنے کے بعد وہ تخت پر بیٹھا اور اُسنے یہ ظلم کیا کہ اپنے بھائی معزالدین کو مار ڈالا۔ رضیہ بیگم اسکی
سگی بہن تھی اُسنے رکن الدین کو اس بھائی کے قتل پر لعنت ملامت کی تو وہ اُسکے خون کے درپے
ہوا۔ جمعہ کی نماز میں رکن الدین گیا تھا کہ رضیہ قصر قدیم کی سطح پر جسکو دولتخانہ کہلاتا تھا اور
جامع مسجد کے قریب تھا وہ مظلوموں کا لباس پہنے ہوئے تھی آدمیوں کے سامنے سطح قصر پر کھڑے
ہوکر یہ کہا کہ میرے بھائی نے میرے بھائی کو مار ڈالا اور میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے پھر اُسنے
باپ کے خیر و احسان جو انکے ساتھ کئے تھے یاد دلائے۔ یہ سنکر لوگ مسجد میں سلطان رکن الدین پر
چڑھ گئے اور اسکو گرفتار کرکے رضیہ بیگم پاس لائے جسنے کہا کہ جو قاتل ہے وہ قتل کیا جائے
اسطرح بھائی کے قصاص میں وہ قتل ہوا۔ اسکا بھائی ناصر الدین کم عمر تھا اسلئے رضیہ تخت پر بیٹھی

سلطان رضیہ بیگم

سلطان رضیہ بیگم کو خدا نے وہ سب خوبیاں عطا کی تھیں جو شاہان عادل کو کامل ہونی
ہیں جو منتظم اور کار آگاہ ہیں اسمیں کوئی قصور سوا عورت ہونے کے نہیں بتاتے۔ یہ نقصان
اسمیں ایسا تھا کہ اسکی صفات گزیدہ نے اسکو نفع نہ دیا۔ اسمیں یہ صفات تھیں کہ قرآن شریف کے
پڑھنے کے جو آداب ہیں ان سبکو وہ ادا کرتی تھی علم سے بھی اسکو کچھ بہرہ تھا۔ اپنے باپ کے
عہد میں ملکی کاموں میں دخل دیتی سلطان بھی اسکی عقل اور سمجھ بوجھ کو دیکھکر اس دخل کا

مانع نہ ہوتا تھا۔ بلکہ جب گوالیار سے پھر کر وہ آیا ہے تو اُسنے تاج الملک محمود دبیر سلطنت کو حکم دیا کہ رضیہ بیگم
کو میرا ولی عہد لکھ دو۔ اس فرمان پر بندگان دولت نے عرض کی کہ لائق و رشید بیٹوں کو چھوڑ کر اس لڑکی
کو ولیعہد بناتے ہیں بادشاہ اسلام کو یہ سزاوار نہیں ہے سلطان نے فرمایا کہ میں اپنے بیٹونکو دیکھتا
ہوں کہ وہ آوارہ بہت ہیں مئے نوشی و بدکاری و حرام کاری میں شب و روز مشغول رہتے ہیں انکے
بازو میں یہ قوت نہیں کہ سلطنت کے کاروبار کے بوجھ کو سنبھال سکیں رضیہ اگر بظاہر عورت ہے مگر در حقیقت
مرد ہے اور اپنے بھائیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ تم دیکھ لینا کہ میرے بعد رضیہ بیگم سے زیادہ کوئی سلطنت
کے لائق نہ ہوگا۔ جو اس دانشمند بادشاہ نے ارشاد کیا تھا وہی ظہور میں آیا۔ جب سلطان رضیہ بیگم
تخت سلطنت پر بیٹھی۔ پردہ سے باہر آئی مردانہ لباس پہنا۔ قبا در بر تاج بر سر بار عام میں بیٹھتی اور
اجلاس کرتی۔ اور لوگوں کی نالش اور فریاد سنتی اور انصاف اور عدالت کرتی۔ اور رکن الدین
کے عہد سلطنت میں جو قواعد و ضوابط سست ہوگئے تھے انکو از سر نو درست کیا۔ اور جو خرابیاں پیدا
ہوگئی تھیں ان سب کو دور کیا۔ غرض سلطنت کا انتظام عقل و تدبیر سے کیا۔ مگر نظام الملک جنیدی
وزیر مملکت و ملک علاء الدین شیر خانی و ملک سیف الدین کوچی و ملک اعز الدین کبیر خانی اطراف سے
آکر شہر دہلی کے باہر جمع ہوئے اور کفران نعمت کر کے رضیہ کے مخالف ہوئے اور امراء اطراف کے خطوط
لکھ کر مخالفت کے لئے ترغیب دینے لگے۔ اس حال میں ملک نصیر الدین جاگیردار اودھ سلطان رضیہ کی
امداد کے لئے دہلی کی طرف روانہ ہوا جب وہ گنگا سے پار ہوا تو مخالفوں نے اسے گرفتار کیا۔
وہ بیمار تھا اسی حال میں وفات پائی۔ سلطان رضیہ شہر سے باہر نکلی اور جمنا کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔
امراء ترک جو موافق تھے ہم رکاب تھے جو امراء مخالف تھے اُنسے اُسکا کئی دفعہ مقابلہ ہوا آخر صلح
ہوگئی تھوڑی مدت میں سلطان رضیہ نے وہ تدبیریں کیں کہ تمام اُسکے مخالف پریشان ہو کر کوئی
کسی طرف بھاگا کوئی کسی طرف سلطان رضیہ کے سواروں نے ان بھگوڑوں کا تعاقب کیا۔ ملک
سیف الدین کوچی کو مع اُسکے بھائی فخر الدین کے گرفتار کر کے قتل کیا۔ اور ملک علاء الدین جانی حدود بابول
و نکوان میں شہید ہوا۔ اور اسکا سر دہلی میں آیا۔ اور ملک نظام الدین کوہ سرمور میں فوت ہوا جب
اسطرح سلطان رضیہ نے قوت پیدا کی تو مملکت کا انتظام ہوا اور خواجہ مہدی غزنوی کو جو نظام الملک کا

سلطان رضیہ کے امراء کی نااتفاقی کا ہونا +

نائب تھا اپنا وزیر بنایا اور اُسکو بھی نظام الملک کا خطاب دیا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک
کو تفویض ہوئی اور خطاب اُسکا قتلغ خاں ہوا اور ملک اعزالدین کبیر خانی کو ولایت لاہور عنایت
ہوئی- اب لکھنوتی سے لیکر دیول و سندہ تک کل ملوک اور امرا مطیع و منقاد تھے- انھیں دنوں میں
ملک ایک رحمت حق سے پیوستہ ہوا اور اُسکی جگہ ملک قطب الدین حسن غوری مقرر ہوا
اور حصار رنتھنبور کو بھیجا گیا- یہاں سلطان التمش کی وفات کے بعد مدت سے اس قلعہ میں مسلمانوں کو ہندوؤں نے
گھیر رکھا تھا- ملک قطب لشکر یہاں لایا اور امراء اسلام کو حصار سے باہر لایا اور قلعہ کو ویران کر دیا
اور سلطان رضیہ پاس چلا آیا- ان دنوں ملک اختیار الدین ایتگین امیر حاجب ہوا اور امیر جمال الدین
یاقوت حبشی میر آخور کو سلطان رضیہ کی خدمت میں بہت تقرب ہوگیا اصطبل امیر الامراء ہی ہوگیا- وہی
ہمیشہ بغل میں ہاتھ دیکر گھوڑے پر سلطان رضیہ کو سوار کراتا ایسی حرکات سے ملوک و امراء ترک کو غیرت آئی
ملک اعزالدین حاکم لاہور نے سلطان رضیہ کی اطاعت چھوڑی- سلطان رضیہ نے لشکر
لیکر وہاں چڑھائی کی- ملک اعزالدین اس سے باخلاص پیش آیا- اسلئے سلطان رضیہ نے ملک ملتان کہ
ملک قراقش پاس تھا اُسکو تفویض کیا اور ۶۳۷ھ میں دہلی میں وہ آئی- ملک التونیہ نے کہ ترکان
چہلگانی سے تھا- جسکا بیان آگے آئیگا علم بغاوت بلند کیا- سلطان رضیہ نے لشکر فراوان لیکر
جانب بھٹنڈہ سفر کیا- اثناء راہ میں امراء ترک نے مکر کیا یاقوت حبشی کو شہید کیا اور سلطان رضیہ کو
گرفتار کرکے مقید کیا اور قلعہ بھٹنڈہ میں بھیجدیا اور خود دہلی میں آنکر معزالدین بہرام شاہ بن
سلطان التمش کو تخت پر بٹھایا- رضیہ بیگم نے ملک التونیہ کو ایسا اپنی فطرت سے پرچایا کہ ان دونوں
میں نکاح ہوگیا اور ان دونو میاں بیوی نے جاٹوں اور گھکروں کو جمع کرکے اور ادھر ادھر سے
لشکر سمیٹ کر دہلی پر حملہ کیا- بہرام شاہ نے ملک اعزالدین بلبن کو لشکر کثیر کے ساتھ سلطان رضیہ
سے مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا- دونوں لشکر راہ میں ملے اور لڑائی ہوئی سلطان رضیہ نے شکست پائی
اور بھٹنڈہ کو بھاگ گئی- پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ اپنے پراگندہ لشکر کو جمع کرکے دہلی کی جانب
لڑنے کو روانہ ہوئی-
۶۳۸ھ میں کیتھل میں پھر ملک بلبن سے شکست پائی اور ان دونو میاں بیوی کو

زمینداروں نے گرفتار کر کے سلطان بہرام شاہ کے حوالہ کیا۔ اُسنے ان دونو کو قتل کر ڈالا۔ سلطان رضیہ نے ساڑھے تین برس چھ دن سلطنت کی۔ دور اندیش جانتے ہیں کہ یہ ادبار کی ہوا کس صحرا سے اٹھی اور دولت رضیہ کی دولت کا پھول کس باد تند سے پراگندہ ہوا۔ بھلا غلام حبشی کو امیر الامرا دہلی سے کیا نسبت اور حبشی کمینوں کو ملکہ تاجدار کی پیشوائی سے کیا کار +

طبقات ناصری میں اوائل سلطنت رضیہ کا یہ حادثہ عظیم بیان کیا ہے کہ جسکو اور سورخوں نے سلطان التمش کی آخر سلطنت میں لکھا ہے۔ نور ترک کے اغوا سے ایک بڑا گروہ قرامطہ و ملاحدہ کا اطراف ہند گجرات اور سندھ اور دوآبہ گنگ و جمن وغیرہ سے آکر دہلی میں جمع ہو گیا تھا۔ اور اس نور ترک کے اغوا سے انھوں نے اہل اسلام پر حملہ کا ارادہ کیا۔ نور وعظ کہتا اور اوباش اُس پاس جمع ہوتے اور علماء اہل سنت کو وہ ناصبی اور خارجی کہتا اور عوام الناس کو علماء ابو حنیفہ اور شافعی کی عداوت پر برانگیختہ کرتا۔ ششم ماہ رجب ۶۳۴ھ روز جمعہ کو ایک ہزار آدمی سلاح و شمشیر و سپر و تبر لیکر دہلی کی جامع مسجد میں چڑھ آئے اور مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ ایک شور و غل مچا تو سلطان کے مبارز نصیر الدین ایتم اور امیر امام ناصر ہتیار لگائے۔ جوشن و برگستوان پہنے خود سر پر رکھے اور نیزہ و سپر دیکر سواروں کو لیکر آئے اور ملاحدہ و قرامطہ کا قتل شروع کیا اور جامع مسجد کے اوپر جو آدمی تھے انہوں نے اینٹ پتھر مارنے شروع کئے اور ایک ملحد اور قرمطی کو زندہ نہ چھوڑا +

ابن بطوطہ رضیہ سلطانہ کے قتل کی حکایت یوں بیان کرتا ہے کہ جب وہ شکست پاکر بھاگی تو بھوک کے مارے نہایت خستہ حال ہوئی اُسنے ایک کسان کو کھیتی کرتے ہوئے دیکھا اُس سے کھانا مانگا اُسنے ایک روٹی کا ٹکڑا اُسے دیدیا جسکو وہ کھا کر سو رہی۔ وہ مردانہ لباس پہنے ہوئے تھی جب کسان نے اُسے سوتے ہوئے دیکھا اور اُسکے کپڑوں کے نیچے ایک قباء مرصع نظر آئی تو اُسنے جانا کہ یہ عورت ہے اُس کو قتل کیا اور اُس کا لباس اُتار لیا اور گھوڑا لے لیا اور کھیت میں اُسکو دبا دیا۔ اُس کے بعض کپڑے لے کر بازار میں پہنچ گیا۔ اہل بازار نے اس لباس کو اسکے خلاف شان دیکھ کر خریدنے سے انکار کیا اور کوتوال کو خبر کی جسنے اُسے مار پیٹا تو اُسنے رضیہ کے قتل کا اقرار کیا اور اُسکے مدفن پر لے گیا۔ اُنہوں نے لاش کو نکال کر غسل دیا کفن پہنا یا دفن کیا۔ مدفن پر گنبد بنایا اب تک

حادثہ عظیم عہد سلطان رضیہ

ابن بطوطہ کی روایت قتل رضیہ کی نسبت +

سلطنت معزالدین بہرام شاہ

امراء سلطنت کی سازشیں

اسکے قبر کی زیارت کرتے ہیں اور اسکو متبرک جانتے ہیں وہ جمنا کے کنارہ پر ایک فرسنگ کے فاصلہ شہر سے
قلعہ بھٹنڈہ میں سلطان رضیہ مقید تھی کہ ۲۸ رمضان ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء کو بالاتفاق امراو ملوک نے معزالدین
بہرام شاہ کو دہلی میں تخت پر بٹھایا سلطان رضیہ سے جو لڑائیاں ہوئیں اور جسطرح اُنکا فیصلہ ہوا وہ اوپر
بیان ہو چکا ہے۔ اب سارے امور سلطنت کا اختیار اور اقتدار اختیار الدین اور نظام الملک مہذب الدین
کے ہاتھ میں تھا انہیں کے گھروں میں ساری رونق سلطنت دکھائی دیتی تھی۔ اختیار الدین نے معزالدین
کی بہن سے نکاح کر لیا۔ گھر پر ہمیشہ ہاتھی باندھتا تین دفعہ نوبت بجواتا۔ اس زمانہ میں یہ باتیں بادشاہوں
ہی کے ساتھ مخصوص تھیں۔ ان حرکتوں سے بہرام شاہ ان دونوں سے بدگمان ہوا۔ اسنے اپنے دو معتمد
ترکوں کو حکم دیا کہ مستانہ ہیات بنا کر ان دونوں کا جام عمر لبریز کر دو۔ ۸ محرم ۶۳۵ھ کو قصر سفید میں یہ
ترک مستانہ وار داخل ہوئے اختیار الدین کو چھری سے قتل کیا۔ مہذب کے پہلو میں دو زخم لگائے مگر
موت نہیں آئی تھی وہ بچ کر باہر نکل گیا۔ ملک بدرالدین سنقر امیر حاجب ہوا اور سلطنت کے سارے کاموں
کا مالک ہوا سلطان کی بے اجازت جو چاہتا سو کرتا اور وزیر مہذب الدین پر تفوق ڈھونڈھتا جسنے
سلطان کے مزاج کو متغیر کر دیا۔ بدرالدین نے جب سلطان کی بے رخی دیکھی تو وہ سلطان ہی کے دفع کرنے
کی تدابیر میں مصروف ہوا اور یہ چاہنے لگا کہ بادشاہ کے بھائیوں میں سے کسی کو اسکا جانشین کرے
ماہ صفر ۶۳۹ھ میں صدر الملک تاج الدین کے گھر پر امراء کبار کا جلسہ ہوا اور انقلاب سلطنت کے باب میں
منصوبے و تدابیر پیش ہوئیں۔ یہ صدر الملک وزیر مہذب الدین کے بھی گھر گیا کہ اُس کو بھی لا کر شریک
مشورہ کرے۔ بادشاہ کا ایک نہایت معتبر آدمی وزیر پاس بیٹھا ہوا تھا اوسکو وزیر نے ایک ایسی
جگہ چھپا کر بٹھا دیا کہ وہ ساری باتیں صدر الملک کی سنے۔ غرض جب صدر الملک وزیر پاس آیا
اور اُسنے تغیر سلطنت کی استدعا کی تو وزیر نے ادہر صدر الملک سے کہا کہ آپ تشریف لے چلیے میں بھی
نماز پڑھ کر آپکے جلسہ عظیم میں شریک ہونے کے لئے آتا ہوں۔ ادہر اُس معتمد سلطانی سے کہا کہ تو
ابھی جا کر سلطان سے وہ باتیں عرض کر جو تو نے صدر الملک کی زبان سے سنی ہیں اور بادشاہ
کو صلاح دے کہ وہ فوراً سوار ہو کر اس جماعت کے سر پر پہونچکر متفرق کر دے جب یہ معتمد بادشاہ
کی خدمت میں آیا اور حال عرض کیا تو سلطان نے سوار ہو کر اس جماعت کو پریشان کر دیا اور

بدرالدین سنقر کو دربار میں بلا کر بداؤں بھیجدیا۔ اور چار مہینے بعد وہ سلطان پاس پھر آیا تو اُسے مقید کردیا۔ ایسے ہی اور امرا کو جو اس جلسہ میں شریک تھے سزائیں دیں غرض اس واقعہ سے امرا کے حال میں یہ تغیر ہوگیا کہ سلطان سے وہ سب خایف رہنے لگے اور سلطان اُنسے بدگمان رہنے لگا کسی پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ وزیر اپنے زخموں کے انتقام لینے کے سبب سے یہ چاہتا تھا کہ ملوک ترکو اور سلطان ان سب کو خارج کردے سلطان کو ہمیشہ ترکوں سے ڈرتا رہتا تھا اور آخر کو اُسکی تدبیر چل گئی نہ امرا ترک رہے نہ سلطان جسکا ذکر نیچے ہوتا ہے +

اس بادشاہ کی سلطنت میں واقعہ عظیم شہر لاہور کا ہے کہ اُس کو چنگیز خانی مغلوں کے لشکر نے خراسان اور غزنیں سے آنکر گھیر لیا اور مدتوں تک جنگ رہی۔ یہاں لاہور میں حاکم قراقش تھا وہ بڑا بہادر جوانمرد تھا مگر اہل لاہور نے اُسکے ساتھ موافقت نہ کی اور لڑائی میں تقصیر کی۔ قراقش یہ حال دیکھ کر اپنے لشکر سمیت دہلی کو چلا گیا۔ ترکوں نے اُسکا تعاقب کیا مگر وہ صاف نکل گیا۔ اب لاہور میں کوئی فرمانروا نہ تھا اسلئے ۱۶ جمادی الاخری ۶۳۹ھ کو اسیر مغلوں کا قبضہ ہوگیا۔ اُنھوں نے مسلمانوں کو قتل و اسیر کیا۔ جب اس حادثہ ہائل کی بہرام شاہ کو خبر پہونچی تو اُسنے دہلی کے قصر سپید میں لی بنے اکابر سلطنت کو جمع کیا اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری وکیل سلطنت اور اور امرا کو لشکر دیکر مغلوں کے دفع کرنے کے واسطے لاہور روانہ کیا۔ جب یہ لشکر دریا بیاس کے کنارہ پر پہونچا تو نظام الدین مہذب الملک نے کہ باطن میں سلطان سے نفاق رکھتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ امرا اُس سے ناراض ہو جائیں یہ مکر و فریب کیا کہ بہرام شاہ پاس یہ عرضداشت بھیجی کہ حضور نے جو ایک جماعت منافق میرے ہمراہ کی اس سے کچھ کام نہیں نکلے گا اور یہ فتنہ نہیں دور ہوگا خود حضور یہاں تشریف لائیں یا فرمان صادر فرمائیں کہ بندہ و ملک قطب الدین جسطرح سے ہو سکے اس جماعت کو ٹھکانے پہنچائیں سلطان نے وزیر پر اعتماد کرکے اپنی سادگی کے سبب سے لکھ بھیجا کہ وہ جماعت گردن مارنے کے قابل ہے اُن کو میں سزا دونگا تم چند روز اُنسے مدارا رکھو۔ نظام الملک مہذب الدین نے یہ سلطان کا فرمان امرا لشکر کو دکھا دیا اور بادشاہ کے معزول کرنے میں اُنکو اپنے ساتھ متفق کرلیا جب سلطان کو اس

[illegible]

[illegible]

حال پر اطلاع ہوئی تو حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو ان امرا کی تسکین تسلی کے لیے بھیجا مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوئے شیخ اپنا سا منہ لیکر دہلی کو چلے آئے سلطان معز الدین بہرام شاہ کے دفع کرنے کے واسطے نظام الملک مہذب الدین اور کل امرا و دہلی میں آئے۔ اور بہرام شاہ کا محاصرہ کر لیا اور ساڑھے تین مہینے تک محاصرہ رہا اور لڑائیاں ہوتی رہیں اور طرفین سے ایک خلق ہلاک ہوئی اور حوالی شہر بالکل برباد ہو گیا اس فتنہ کے بڑھ جانے کا سبب تھا کہ مبارک شاہ فرخی مہتر فراش بادشاہ کے مزاج پر غالب ہو گیا تھا وہ کسی طرح صلح پر بادشاہ کو راضی نہیں ہونے دیتا تھا اہل شہر بادشاہ کے ساتھ متفق تھے اُسکے سبب سے ماہ ذیقعدہ ۶۳۹ھ میں شہر کو مخالفین نے لے لیا اور بہرام شاہ کو گرفتار کر کے کچھ دنوں اُسے مقید رکھا اور پھر قتل کیا۔ اُس کی سلطنت کی مدت دو سال ڈیڑھ مہینے تھی

سلطنت علاء الدین مسعود شاہ

جب سلطان بہرام شاہ کا پیمانہ عمر لبریز ہوا تو ملک اعز الدین بلبن بزرگ تخت دہلی پر جلوہ گر ہوا اور اسکی منادی بھی ہوئی مگر اُسکی تخت نشینی سے امرا راضی نہ ہوئے سلطان شمس الدین کے بیٹے ناصر الدین و جلال الدین اور رکن الدین فیروز شاہ کا بیٹا سلطان علاء الدین مسعود قصر سفید میں مقید تھے اُنکو قید خانہ سے باہر لائے اور انہیں سے سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے سر پر ۶۳۹ھ میں تاج شاہی رکھا سلطان نے ملک جلال الدین کو خطہ قنوج دیا اور ملک ناصر الدین کو خطہ بہرائچ۔ مگر اُسکی سلطنت میں بھی وہی خرابیاں برپا ہوئیں جو پہلے سے چلی آتی تھیں بلکہ اُنپر اُسکی دائم الخمری اور عیاشی اور ظلم نے اور طرہ لگا دیا۔ اس بادشاہ کے وقت کی بڑی مشہور بات یہ ہے کہ محمد بختیار خلجی جس راہ سے تبت او خطا میں گیا تھا اسی راہ سے مغلوں کی فوج نے ۶۴۲ھ میں بنگالہ پر یورش کی۔ اس راہ سے فقط یہی یورش ہوئی ہے اور کسی یورش کا اس راہ سے تاریخ میں صحیح پتا نہیں ملتا مغلوں کو شکست ہوئی۔ پھر انھوں نے قندھار کی طرف سے ملک سندھ پر حملہ کیا اور اوچہ کا محاصرہ کیا سلطان نے بھی امرا کو جمع کیا۔ اور لشکر فراہم کر کے بیاس کنارہ پر فوراً جا پہونچا۔ مغلوں نے اوچہ کا محاصرہ چھوڑ دیا سلطان مظفر اور منصور دلی میں چلا آیا جب امرا نے دیکھا کہ سلطان مسعود کے ظلم اور مستانہ نوشی سے سلطنت کا کام بگڑتا ہے تو انھوں نے اُسکے

چچا نصیر الدین بابن بہرائچ میں بنام بھیجا اور ۶۴۴ھ میں اوسکو بادشاہ بنایا اور مسعود کو قید خانہ میں ڈالا۔ کل چار سال ایک ماہ اُسنے سلطنت کی +

سلطان ناصر الدین محمود کا بادشاہ ہونا +

سلطان التمش کا سب سے بڑا بیٹا ناصر الدین تھا جب وہ لکھنوتی میں فوت ہوا اور سب سے چھوٹا بیٹا پیدا ہوا تو بڑے بیٹے کی کمال محبت کے سبب سے چھوٹے بیٹے کو اُسکا ہم نام کیا اور اوسکی ماں کو لونی بھیجدیا وہیں اس بیٹے کی ساری تعلیم و تربیت ہوئی۔

باپ کے مرنے پر کچھہ دنوں قید میں گذری بھر رہائی پائی۔ اُسکی عادت تھی کہ جوانی میں ہمیشہ سوچ بچار میں رہتا اور سب سے الگ تھلگ رہتا۔ سلطان مسعود کے عہد میں اُسکو بہرائچ کی حکومت ملی یہاں تھوڑے دنوں میں اُسکی عدالت و نصفت سے اور لڑائیوں کی فتحیابی سے ملک کی معموری اور آبادی میں بہت رونق ہوگئی۔ سلطان علاء الدین مسعود شاہ کی باتوں سے امرا دہلی تنگ آ گئے۔ تو انہوں نے ایک خفیہ عرضداشت سلطان ناصر الدین کی خدمت میں بھیجی کہ آپ دہلی میں تشریف لائیں۔ ناصر الدین کی والدہ ملکہ جہان اس سفر میں ہمراہ ہوئی اور اس بہانہ سے کہ سلطان بیمار ہے دلی میں علاج کرنے کو جاتا ہے۔ بیٹے کو دلی تک وہ لے آئی اور کسی کو خبر نہ ہوئی کہ وہ یہاں آ پہنچا۔ بلکہ ایسا وہم اوسکو تھا کہ جب بات ہوتی تو ناصر الدین کے مُنہ پر نقاب ڈال دیتی کہ کوئی پہچانے نہیں +

بلبن کو وزیر مقرر کرنا +

غرض ۲۳ محرم ۶۴۴ھ ہجری مطابق ۱۰ جون ۱۲۴۶ء کو سبز قصر میں سلطان دہلی کے تخت پر بیٹھا جلوس کے دن بڑا جشن ہوا۔ ملک غیاث الدین بلبن خرد کو لقب وزارت عطا ہوا۔ اور سارا کاروبار سلطنت کا اُسکے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا۔ سلطان نے وزیر بنانے کے وقت اُسے کہہ دیا کہ کوئی کام ایسا نہ کرنا کہ خدا کے روبرو اُسکے جواب سے تو شرمندہ ہو۔ اس وزیر نے اپنے کام کا حق ادا کیا۔ اور ایسی تدبیریں کیں کہ کسی کو قدرت نہ تھی کہ اُسکے کام میں دم مار سکے۔ غرض ساری سلطنت کا کام اُسکی مٹھی میں تھا۔ یہ بلبن شمس الدین التمش کا غلام اور داماد تھا۔ اب ناصر الدین نے اُسکو خان اعظم الغ خاں کا خطاب مرحمت کیا۔ اور اُسکا چچیرا بھائی شیر خاں تھا اُسکو خان معظم کا لقب عطا ہوا۔ ملتان اور پنجاب کا حاکم مقرر ہوا۔ اس بادشاہ کو اُن

مغلوں کا کھٹکا لگا ہوا تھا جو غزنین کابل اور قندہار اور بلخ اور ہرات میں شورش برپا کر رہے تھے۔ غیاث الدین بلبن نے ان سرحدی صوبوں کو ملا جلا کر ایک صوبہ قائم کیا اور شیر خاں کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور بادشاہ کو پہلے ہی سنہ جلوس میں پنجاب لے گیا اور جب بادشاہ سودرہ میں پہنچا تو خان اعظم الغ خان کو سر لشکر بنا کر دریائے سندھ کی طرف بھیجا۔ خان اعظم نے گکھڑوں کو کہ مغلوں کے ساتھ غارتگری میں شریک ہو گئے تھے اور اس ملک میں غارت گری کے لئے مغلوں کے رہنما ہوئے تھے نہایت سخت سزا دی سیکڑوں کو قتل کیا۔ انکے بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور پھر سلطان کے پاس آیا۔ سلطان بہ سبب تنگی علفت کے جلد دہلی چلا آیا۔ یہاں یہ انتظام بھی کیا کہ ایک جماعت کی جماعت بڑے امیروں کی تھی کہ وہ سلطان شمس الدین التمش کے وقت سے لاہور اور ملتان میں جاگیریں رکھتی تھی مگر حق خدمت نہ ادا کرتی تھی اور مغلوں کی سپاہ سے ساز باز رکھتی تھی۔ ان سب بوڑھوں کو سلطان غیاث الدین بلبن نے مشورہ لیکر منصب سے معزول کیا اور انکی جوان اولاد اور عزیز و اقارب کو انکے منصبوں پر مامور کیا۔ اس انتظام سے ملتان اور پنجاب میں دونوں طرح کا ملکی اور مالی بندوبست ہو گیا۔ اور گکھڑوں کے غدر سے اطمینان ہوا۔ یہ عمل سلطان کا ایسا ہی تھا جیسا کہ سکندر ذوالقرنین کا سننے میں آیا ہے کہ اُسنے اپنے اُستاد ارسطو پاس ایلچی بھیجا اور پوچھا کہ میں کیا کروں کہ امرا اور ارکان دولت میری بندگی اور فرمانبرداری نہیں کرتے۔ ایلچی کو باغ میں ارسطو لے گیا۔ اور باغبان کو حکم دیا کہ سب اونچے پیڑ اوکھاڑ ڈال اور نئے پودے اُنکی جگہ لگا دے۔ اور کچھ جواب ایلچی کو نہ دیا اور رخصت کیا۔ ایلچی نے یہ سارا حال سکندر سے بیان کیا۔ سکندر مطلب سمجھ گیا چنانچہ اُسنے امرائے کہن سال کو معزول کر کے اُنکی اولاد کو اُنکے عہدوں پر مقرر کیا۔ پھر سب انتظام ہو گیا۔ بعد ازیں سنہ ۶۶۵ھ سے لیکر سنہ ۶۶۹ھ تک غیاث الدین بلبن اُن ہندو راجاؤں سے لڑتا رہا جو شاہان سابق کے ضعف اور بے اعتدالی کے سبب سے متمرد اور سرکش ہو گئے تھے چنانچہ اول حملہ میں اُسنے جمنا کے وار پار ملک میں دہلی سے کالنجر تک حکومت سلطانی کو قائم اور بحال کیا۔ پھر آئندہ تین سال کی چڑھائیوں میں میوات کے پہاڑی ملک کو کہ دہلی سے چنبل تک پھیلا ہے صاف کیا۔ پھر رنتھنبور کو پایہ کے قلعہ کو جو میوات کے پاس ہے فتح کیا۔ اور سلطان ناصر الدین کا بھائی جلال الدین دہلی میں آیا۔

بادشاہ کا سرحدوں میں انتظام کرنا +

ناصر الدین کی ہندو راجاؤں سے لڑائی +

اور پھر وہم زدہ ہوکر یہاں سے چتوڑ کو بھاگا۔ سلطان نے اُسکا تعاقب کیا اور چتوڑ میں پہنچا۔ آٹھ یا سات مہینے یہاں سر مارا مگر فتح نہوا۔ ناچار سلطان دہلی الٹا چلا آیا۔ ۶۴۹ھ؁ میں ملک اعز الدین بلبن بزرگ حاکم اوچہ اور ناگور نے بغاوت اختیار کی۔ سلطان ناگور گیا اور اسپر لشکر کشی کی۔ وہ سلطان کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ اور حاضر ہوکر امان کا جویا ہوا۔ سلطان نے اُسکی عفو تقصیر کرکے اُسکی حکومت بحال رکھی اور خود دہلی میں چلا آیا +

قلعہ نرور کی فتح و شیر خاں کی فتح +

پھر نرور کا قلعہ بندیل کھنڈ میں جاکر فتح کیا جاہر دیو نے یہ قلعہ بنایا تھا۔ پانچ ہزار سوار اور دو لاکھ پیادوں سے وہ بادشاہ سے لڑا مگر شکست فاحش پاکر بھاگ گیا۔ اور چند روز میں قلعہ فتح ہوگیا۔ اور بعد ازاں چندیری اور مالوہ میں گیا۔ اور وہاں اپنی طرف سے حاکم مقرر کئے اور پھر دلی چلا آیا۔ ان مہمات میں بلبن نے بڑے کارنامے کئے اُسکے چچیرے بھائی شیر خاں نے بھی مغلوں کو شکست دیکر غزنیں لے لیا اور اُسمیں سلطان کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اُسکا سکہ چلایا۔ اور پھر سلطان کے حکم کے بموجب اوچہ پر لشکر کشی کی ملک اعز الدین بلبن بزرگ ناگور سے اوچہ میں آیا۔ اور شیر خاں کو اوچہ سپرد کرکے سلطان پاس دلی میں آیا سلطان نے اُسکو بدایوں میں حاکم مقرر کیا جن مہمات کا اوپر ذکر ہوا۔ اُنمیں اکثر سلطان ناصر الدین شریک تھا اور ان فتوحات کا سبب اپنے تئیں بتاتا۔ مگر دل میں یہ بات خوب سمجھتا تھا گو وہ ناگوار خاطر ہو کہ بلبن کی پائمردی سے یہ سب فتوحات حاصل ہوئی ہیں اور ان معرکوں میں اول قدم اوسی کا ہے۔ بعد اُسکے میرا قدم ہے ۶۵۱ھ؁ میں عماد الدین ریحانی نے کہ بلبن کا ہی دست گرفتہ تھا بلبن کی جان کا خواہاں ہوا اور جب جان نہ لے سکا تو بادشاہ سے لگا بجھا کر

بلبن کا وزارت سے معزول ہونا اور پھر مقرر ہونا +

بلبن کو اقطاع ہانسی میں بھجوادیا اور خود وزیر بن گیا۔ اور اور رفقاء بلبنی کو بھی الزام دے دیکر بیچھے سے کچھ کر دیا اور کہیں سے کہیں بھیجدیا جب ان تغیرات سے بے انتظامی شروع ہوئی۔ تو بدگمانی اور ناراضمندی نے بھی دور دور پیر پھیلائے۔ غرض کڑہ مانک پور۔ اودہ۔ بدایوں۔ سرہند سیام۔ کہرام۔ لاہور۔ سوالک۔ ناگور۔ ان سب صوبوں کے حاکموں نے متفق ہوکر بلبن پاس پیغام بھیجا کہ عماد الدین ریحانی کے ظلم اور ستم سے انتظام سلطنت میں خلل پیدا ہوا ہے۔ مطلب صلاح ہم سب کی یہ ہے کہ آپ دلی جائیں اور بطور سابق اپنے کام کا انصرام فرمائیں۔ بلبن نے اس درخواست کو

منظور کیا۔ اور سب کو کہرام میں جمع کیا۔ عماد الدین ریحانی ان سب کے رفع دفع کرنے کے واسطے سلطان
کو لے گیا۔ ان سب امراء اور ملک غیاث الدین بلبن نے نہایت ادب اور تعظیم سے عرضی لکھی کہ ہم سب
آپکے غلام ہیں اگر عماد الدین ریحانی آپکی وزارت کے منصب پر نہ ہو تو ہم سب کے سب آپکی پابوسی سے
مشرف ہوں۔ سلطان نے عماد الدین کو معطل کر کے بدایوں کے صوبہ کو روانہ کیا۔ سب امراء سلطان
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاہانہ خلعت انکو مرحمت ہوئے۔ اور پھر سب امراء اپنے اپنی جگہہ مقرر
ہوئے۔ اور غیاث الدین بلبن کے آنے سے سب چھوٹے بڑے خوش و خرم ہوئے +

بغاوتیں

۶۵۳ھ ۱۲۵۵ سے ۶۵۵ھ ۱۲۵۱ تک بغاوتیں ہوئیں لیکن ملکہ جہاں والدہ ناصر الدین نے قتلغخاں سے
نکاح کر لیا۔ سلطان کا دل اپنی ماں کی طرف سے برگشتہ ہوگیا قتلغخاں کو اودھ کی جاگیر دیکر رخصت کیا
پھر یہاں اودھ سے بہرائچ میں بدل دیا۔ اسپر اُسنے بغاوت اختیار کی اور عماد الدین ریحانی
اور حاکم سندھ اور بعض اور امراء نے سلطان کی مخالفت پر موافقت کی۔ سلطان نے قتلغخاں
کی سرکوبی کے واسطے غیاث الدین بلبن کو اور عماد الدین کے واسطے تاج الدین بزرگ کو متعین فرمایا
عماد الدین لڑائی کے بعد اسیر ہوا اور قتل کیا گیا۔ اور قتلغخان بلبن کے سامنے نہ ٹہر سکا اور بھاگ کر
جیت پور چلا گیا۔ بلبن اس نواح کو تاخت و تاراج کر کے دہلی چلا آیا۔ ۶۵۵ھ میں قتلغ خاں کی
امداد دیبال راجہ جیت پور نے کی۔ اور بہت سے آدمی اُس پاس جمع ہو گئے۔ اور کشلیخان
حاکم سندھ کے پاس وہ چلا گیا۔ اور دونو نے متفق ہو کر سمانہ اور کہرام کے نواح میں خلل اندازی
شروع کی سلطان نے غیاث الدین بلبن کو پھر اس مہم کا اہتمام سپرد کیا جب دونو فریق آمنے
سامنے ہوئے تو یہاں دہلی سے بعض حضرات نے قتلغخاں اور کشلیخاں کو خط لکھکر بھیجا کہ دلی چلے آؤ
اور شہر لے لو۔ یہاں دلی والوں کو انکی اطاعت کی تلقین کرتے تھے بلبن کو تمام مکر و فریب کی خبر
ہوگئی اور ساری کیفیت لکھکر سلطان کے پاس بھیجدی۔ سلطان نے فوراً اُس جماعت کے امراء کو حکم دیا کہ
اپنی جاگیروں پر جائیں بعض کہتے ہیں کہ قیدخانہ میں ڈالدیا۔ اب قتلغخاں اور کشلیخاں کو خبر
اس امر سے نہ ہوئی وہ سو کوس کی منزل کو دو روز میں طے کر کے دلی میں آئے۔ تو یہاں انہوں نے
کچھہ نہ دیکھا۔ اس سبب سے وہ خود منتشر ہوگئے۔ کشلیخاں کو تو حکومت سندھ کی پھر بلبن کی سفارش سے

مل گئی۔ مگر قتلغ خاں کا حال نہ معلوم ہوا کہ وہ کہاں چلا گیا +

یہاں یہ بغاوتیں ہو رہی تھیں کہ مغلوں نے اوچہ اور ملتان پر حملہ کیا۔ سلطان انکی سرکوبی کے واسطے چار مہینے میں لشکر جمع کرکے روانہ ہوا تھا کہ مغلوں کا لشکر بغیر لڑائی کے پھر گیا۔ اسلئے سلطان بھی دلی میں پھر چلا آیا۔ پنجاب کی حکومت پھر شیر خان کے سپرد ہوئی اور ملک جلال الدین خان حاکم پنجاب کو لکھنوتی کی حکومت سپرد ہوئی۔ کڑہ مانک پور میں بغاوت ہوئی۔ ارسلان خان اور قلیج خان نے یہاں دنگہ مچا رکھا تھا۔ مغلوں کی لڑائی میں سلطان نے انکو بلایا مگر انہوں نے اس حکم کو نہ مانا اور نہ آئے۔ سلطان کے یہاں آنے سے بغاوت دبگئی +

[illegible]

۶۵۸ھ میں خان اعظم الغخان حسب الحکم سلطان کوہ پایہ و سوالک و رنتھنبور پر لشکر کش ہوا۔ رجپوت دیوات و سوالک کے راجاؤں نے سرکشی پر کمر باندھی اور بڑا لاؤ لشکر جمع کیا۔ یہ بڑی بھاری سرکشی تھی۔ بلبن ہی کی جانفشانی نے اسکو مٹایا۔ وہ انسے ایک بڑی لڑائی لڑا۔ اور مغلوب کیا۔

۱۲۵۹ ۶۵۷ھ میں انکا ملک فتح کیا۔ یہ میواتی ایسی ایسی جگہہ جا کر چھپے کہ اہل اسلام کے سواروں کا وہاں جانا مشکل تھا۔ اسلئے بلبن نے اشتہار دیدیا کہ جو شخص میواتی کو زندہ پکڑ کر لائے دو ٹنکہ نقرہ انعام پائے اور جو شخص میواتی کا سر کاٹ کر لائے وہ ایک ٹنکہ نقرہ صلہ پائے۔ غرض اس اشتہار سے بعض سپاہی ایسے میواتیوں کے گلا کاٹنے پر آمادہ ہوئے کہ تین چار سو میواتیوں کو روز زندہ پکڑ لاتے۔ اور خزانہ شاہی سے انعام لے جاتے۔ غرض راجاؤں نے یہ حال دیکھہ کر لشکر آراستہ کیا۔ بلبن نے بھی سپاہ کو سامنے کیا۔ اگرچہ بعض بڑے بڑے امیر اس لڑائی میں بلبن کے مارے گئے۔ لیکن آخر کو جیت بلبن کے ہاتھ رہا۔ اور ڈھائی سو سردار مخالفوں کے گرفتار ہوئے۔ انکو دہلی میں لاکر بلبن نے سلطان کے روبرو مارا۔ دس ہزار میواتی اس لڑائی میں مارے گئے۔ مگر یہ قوم ہمیشہ لوٹ مار کرتی رہی۔ اور دلی کے باشندوں کو کبھی ان کی لوٹ مار سے انگریزی عملداری تک چین نہ ملا۔ اب سب سے آخر واقعہ عظیم اسکی سلطنت کا یہ ہے کہ چنگیز خان کے نبیرہ ہلاکو خاں کا ایلچی دہلی کے نزدیک آیا۔ غیاث الدین بلبن پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور دو ہزار ہاتھی اور تین ہزار عرادہ آتشبازی لیکر شہر سے باہر ایلچی کے استقبال کو نکلا۔ طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر کا غل کرنا اور ہاتھیوں کا چنگھاڑنا

[illegible]

[illegible]

سلطان ناصرالدین کی عادات و خصائل

اور گھوڑوں کا ہنہنانا ہتھیاروں کا چمکنا۔ آتشبازی کا چھوٹنا۔ ان سب نے آثار قیامت کا نمود دکھا دیا۔
بس بلبن ایک تیر کے فاصلہ سے اُسکے استقبال کو گیا۔ اور فوج کی صفوں اور ہاتھیوں کی قطاروں
کا تماشا دکھایا۔ اور قصر سفید میں سلطان ناصرالدین پاس لایا۔ وہاں قصر سلطانی ایک مرقع کا عالم
دکھا رہا تھا۔ ایک طرف سادات اور مشائخ کھڑے ہوئے تھے۔ دوسری طرف عراق و خراسان
اور ماوراء النہر کے شاہزادے اور ہندوستان کے راجہ راؤ مہاراج۔ غرض یہ جشن بھی عجیب
غریب تھا۔ ایلچی اس سب سامان کو دیکھکر دنگ رہ گیا۔ شاید اس شان اور شوکت کے سامان
نے ہی ہندوستان کو ہلاکو خان کے ہاتھ سے بچایا۔ اب اس بادشاہ کی آخری عمر تک کوئی
واقعہ عظیم وقوع میں نہیں آیا۔ اب غور کرو کہ اس بادشاہ کی سلطنت میں جھگڑے اور فساد کیا کیا
برپا ہوئے۔ مگر کسی فساد سے سلطنت کو صدمہ نہیں پہنچا۔ یہ بادشاہ شجاع اور عابد اور سخی تھا۔
اگرچہ اُسکا دربار تکلفات سے پر تھا مگر گھر اُسکا سادگی کا گھر تھا۔ ایک ہی زوجہ منکوحہ تھی۔ وہی اپنے
ہاتھ سے روٹی پکاتی تھی۔ ایک دن اس نیکبخت بی بی نے کہا کہ روٹی پکانے سے ہاتھ جلتے
ہیں۔ کوئی لونڈی خرید لو کہ وہ کھانا پکا دیا کرے اسپر بادشاہ نے جواب دیا کہ بیت المال میں
بندگان خدا کا حق ہے میرا مال اُسمیں کچھ نہیں ہے کہ روپیہ لیکر لونڈی خریدوں صبر کرو خدا اسکا
اجر دیگا۔ غرض ساری عمر فقیرانہ بسر کی۔ زہد و تقویٰ عبادت چاروں پہر اُسکا کام تھا۔ قرآن شریف
کی کتابت سے اُسکی گذراوقات تھی کبھی خزانہ شاہی سے پیسا نہیں لیا۔ اتفاقاً ایک امیر نے اُسکے
ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف زیادہ قیمت کو لے لیا جب اُس کو یہ معلوم ہوا تو بہت ناگوار گذرا۔
پھر وہ اپنے قرآن شریف کا ہدیہ معمولی قیمت پر خفیہ کیا کرتا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ قرآن شریف
پڑھ رہا تھا کہ ایک محتاج اُس پاس آیا۔ اُسنے قرآن شریف میں دو فیہ برابر لکھے ہوئے دیکھکر
یہ کہا کہ ایک فیہ اسمیں غلط لکھا ہے سلطان نے قلم دوات منگا کر اُس فیہ پر حلقہ کھینچ دیا۔ اُس محتاج کی
احتیاج رفع کرکے رخصت کیا۔ پھر چاقو لیکر اُس حلقہ کو چھیل دیا۔ ایک غلام نے پوچھا کہ پہلے حلقہ
بنایا کیوں۔ اب اُس کو مٹایا کیوں۔ اُسنے یہ جواب دیا کہ محتاج آیا تھا۔ اگر اُس وقت میں یہ کہتا کہ تو
غلط کہتا ہے تو اُسکا دل مکدر اور رنجیدہ ہوتا۔ پھر اس رنج کا مٹانا اس حلقہ کے مٹانے سے

زیادہ مشکل ہوتا ایک صلاح کار نیک اندیش کا دل ایسے خوش کر دیا۔ اور یہ منت گرنی مجھے کچھہ ناگوار نہیں یہ حکایت بھی اُسکی مشہور ہی کہ اسکا ایک ندیم محمد نام تھا۔ سلطان ہمیشہ اُسکو محمد کہہ کر پکارتا۔ مگر اتفاقاً اُسنے ایکدن اس ندیم کو کہا کہ تاج الدین ادہر آ۔ اور یہ کام کر۔ ندیم نے کام کیا۔ مگر کام سے فارغ ہو کر اپنے گھر گیا اور تین دن تک بادشاہ کی ملازمت میں نہیں آیا۔ سلطان نے آدمی بھیجکر اُسے بلایا اور غیر حاضری کا سبب پوچھا ندیم نے عرض کیا کہ حضور نے خلاف عادت مجھے تاج الدین کہہ کر پکارا اس غیر نام لینے سے میں نے جانا کہ بادشاہ کا دل متغیر ہوا تین روز سے اسی رنج میں گھر میں پڑا تھا۔ سلطان نے کہا کہ مجھے کچھہ تجھہ سے رنج نہ تھا مگر میں بے وضو تھا بے وضو محمد کا نام لیتے مجھے شرم آتی ہے اسلئے تاج الدین کہہ کر پکارا + طبقات ناصری جو ایک مشہور تاریخ ہی وہ اسی بادشاہ کے عہد میں تصنیف ہوئی ہی غرض یہ نیک سیرت بادشاہ گیارہویں جمادی الاول ۶۶۴ھ مطابق فروری ۱۲۶۶ء کو بہشت نصیب ہوا بیس برس کئی مہینے تک اُس نے سلطنت کی +

سلطان غیاث الدین بلبن

سلطان بلبن کا بادشاہ ہونا +

ناصر الدین محمود کے تخت و تاج کا کوئی وارث نہ تھا۔ سلطان غیاث الدین بلبن اُسکی زندگی میں بھی سلطنت کا مختار تھا۔ اب اُسکو خود بادشاہ ہونے میں کچھہ دقت نہ ہوئی ۶۶۴ھ ۱۲۶۶ء میں تخت شاہی پر بے تکلف بیٹھہ گیا۔ اب اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ اُسکا باپ بڑا امیر تھا۔ بغداد میں دس ہزار خانوار کا سردار تھا اور سلطان قراخطا و طایفہ البری میں سے تھا جب مغلوں نے اس دیار کو فتح کیا تو وہ اُنکے ہاتھہ میں اسیر ہوا۔ اور ایک سوداگر نے اُسے خریدا۔ اور بغداد میں لاکر جمال الدین بصری کے ہاتھہ بیچا۔ جمال الدین بصری نے اس نظر سے کہ وہ سلطان التمش کا ہم قوم تھا اُسکی نذر کیا۔ سلطان نے اُسکے چہرے کے آثار دیکھہ کر بازدار خاصہ کا مقرر کیا اور بعد ازاں بتدریج اور معزز عہدوں پر سرافراز کیا۔ یہ کیفیت تو سلطان التمش کے زمانہ میں ہی اب اُسکے جانشینوں کے زمانہ میں سلطان رکن الدین کے عہد میں وہ ہندوستان کے ترکوں کے ساتھہ سازش کر کے پنجاب میں باغی ہو گیا۔ سلطان رضیہ کے عہد میں گرفتار ہو کر محبوس ہوا۔ اور پھر رہا ہوا۔ اور میر شکار کا عہدہ ملا یہ میر شکار ہونا ایک اشارہ غیبی تھا کہ ایک دن صید عالم اُسکا شکار ہوگا۔ سلطان معز الدین بہرام

عہد میں امیر آخور مقرر ہوا۔ یہ عہدہ ہونا اسکی رہائی تھا کہ ایک دن اقبال کا گھوڑا اُسکی رانوں تلے
دوڑیگا۔ میواتی اکثر دلی میں آنکر لوٹ مار کرتے اور تکلیف دیتے تھے۔ اُنکے انتظام کے واسطے پرگنات
ہانسی اور ریواڑی غیاث الدین بلبن کو اقطاع میں دیے گئے۔ اُسنے میواتیوں کو ایسا دبایا
کہ سر نہ اُٹھانے دیا۔ اس کارنمایاں سے اُسکی شجاعت اور مردانگی کا ایک شہرہ ہوگیا اور سلطان
علاء الدین نے اُسکو اسی بات پر امیر حاجب کا عہدہ دیا۔ اس کام میں بھی وہ پورا نکلا سلطان
ناصر الدین کی زندگی میں تو وہ سلطنت کا مالک ہوگیا۔ سلطان برائے نام بادشاہ تھا۔ درحقیقت
بلبن ہی بادشاہی کرتا تھا اور بعد اُسکی وفات کے خود سلطان ہوا۔ سلطان التمش کے چالیس ترکی غلام تھے
اور وہ ترکی غلام سلطان التمش کے بڑا جاہ و منصب رکھتے تھے اُنکو چہل گانی کہتے ہیں۔ اور خواجہ تاش اُنکا لقب تھا
بعد سلطان التمش کے یہ سب ایک مجلس میں جمع ہوئے اور آپسمیں اس بات پر قول اور قسم اور عہد و پیمان ہوا
کہ ملک ہند کو آپسمیں تقسیم کرلیں لیکن تھوڑے دنوں میں انمیں پھوٹ پڑ گئی اسلیے کام نہ بن پڑا ہر خواجہ تاش
بجائے خود خودسر ہوگیا اور اپنے سامنے اوروں کو بے حقیقت گننے لگا۔ اور دوسرے کو یہ کہنے لگا کہ تو کیا ہے جو
میں نہیں ہوں اور تو کیا ہو سکتا ہے جو میں نہیں ہو سکتا۔ غرض ان غلاموں کا دور دوراں تھا باقی سب پچھلے
امیر وزیر امیرزادے وزیرزادے خراب خستہ پڑے رہتے تھے۔ سلطان شمس الدین کی اولاد میں جو دو چار بادشاہ دس
برس تک رہے وہ نوجوان سلطنت کے کاموں سے نا آشنا تھے وہ جہانداری اور جہانبانی سے کچھ خبر نہ رکھتے تھے
عیش اور آرام سے کام تھا سلطان ناصر الدین بیس برس تک بلبن کے ہاتھ میں کٹ پتلی کی طرح رہا
اس زمانہ پر جمشید کی یہ مثال صادق آتی تھی کہ جبتک جنگل کو شیر نہیں چھوڑتا ہرن فراغت سے نہیں چرتا۔ اور
جبتک آشیانہ میں باز گر نہیں بیٹھتا مرغ ہوا میں بے خوف نہیں اُڑتا۔ ایسے ہی جب تک
بزرگ و سردار اپنی بزرگی کے مقام سے نہیں گرتے ہرزہ کار اور درم خریدہ بلندی
پر نہیں چڑھتے۔ انہیں چہلگانی میں سے غیاث الدین بادشاہ ہوا اُسنے سب قول قرار انکو اور انکا
اور عہد و پیمان کو توڑنا چاہا جن خواجہ تاشوں سے اُسکو ذرا بھی سلطنت میں خطرہ معلوم ہوا۔
اُنکو حیلہ حوالہ کرکے جاہ و منصب سے محروم کردیا یہ دستور العمل مقرر ہوگیا کہ اراذل میں سے کسی شخص
کو ملکی کام نہ ملے جب کوئی شخص نوکر رہتا اُسکے حسب و نسب اور زہد و تقوی کی بڑی تحقیقات ہوتی

اور بعد نوکر ہو جانے کے بھی کچھہ اُنمیں فرق معلوم ہوتا تو عہدہ سی برطرف ہوتا۔ ہندوؤنکو معزز عہدوں کا ملنا موقوف ہو گیا۔ اس بادشاہ کو اراذل سے یہانتک نفرت تھی۔ اور اپنی بادشاہی پر ایسی نخوت تھی کہ کبھی پواج سے ہمکلام نہ ہوا جب تک زندہ رہا کسی امیر کا مقدور نہ ہوا۔ کہ کسی کمینے کی سفارش اُس سے کرتا +

یہ اس بادشاہ کی اقبالمندی اور خوش نصیبی تھی کہ اور ملکوںمیں بڑے بڑے زبردست مسلمان بادشاہوں کی سلطنتیں برباد ہو گئیں مگر ہندوستان میں اہل اسلام کی سلطنت قائم رہی مغلوں کے ہاتھہ سی تنگ ہو کر اور ڈر کر پچیس بادشاہ اور بادشاہزادے اور امرا اپنا اپنا ملک چھوڑ کر یہاں آ چکے تھے۔ اور بندرہ خاص اُسکے عہد میں بھاگ کر آئے۔ بادشاہ اُنکی بڑی خاطر داری اور عزت کرتا اور فخر یہ کہا کرتا کہ آج میرے ہاں پندرہ بادشاہ مہمان ہیں یہ سب امیر اُسکا احسان مانتے تھے اور اُسکے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ دو چار کو بیٹھنے کی بھی اجازت تھی۔ ان امیروں اور بادشاہوں اور شاہزادوں کے ناموں پر دہلی میں محلے و بازار آباد ہو گئے تھے عباسی اور سنجری اور خوارزمی اور دیلمی اور علوی اور اتابکی اور غوری اور چنگیزی اور رومی اور سنقری اور یمنی اور موصلی اور سمرقندی اور کاشغری اور خطائی اور ان ناموں کے باعث سے روم اور غور اور خوارزم اور بغداد وغیرہ کی سلطنتوں کی یادگار ایک مدت تک اُسکی دار السلطنت میں قائم رہی +

سلطان محمود اور سنجر کے دربار میں تو کیا اجتماع ارباب فضل اور علم اور ہنر کا ہوا ہوگا جو غیاث الدین بلبن کے دربار میں تھا۔ اُسکے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا سلطان محمد تھا۔ یہ شاہزادہ بڑا صاحب کمال تہا اُسکو علم کا بڑا شوق تہا۔ اُسکے ہاں علما اور فضلا جو اُس زمانہ میں بے نظیر ہنر رکھتے تھے جمع تھے تمام مشہور مورخ اُسکے عہد کے بادشاہ کے ملازموں میں داخل تھے حضرت امیر خسرو و خواجہ حسن اسی بادشاہزادہ کے پاس پانچ سال نوکر رہے تھے وہ اُنکی تعظیم اور تکریم سب سے زیادہ کرتا تھا حضرت امیر خسرو نے اس شاہزادہ کی یہ کیفیت لکھی ہی کہ جدت طبع اور سخن شناسی اور متقدمین اور متاخرین کے اشعار کے یاد رکھنے میں اُسکی برابر بہت ہی کم آدمی دیکھے ہیں اسی ایام میں اُسنے بیس ہزار

ہندوستان میں بادشاہوں کا آنا +

شاہزادہ محمد کا حال +

منتخب اشعار کی بیاض لکھی تھی کہ اور شعرائے زمانہ بھی اسکی نقل کرنے کی تمنا رکھتے تھے حضرت شیخ سعدی کو بھی راہ خرچ بھیجکر بلایا تھا مگر انھوں نے اپنی پیرانہ سالی کا عذر کیا اور ایک کتاب اپنی اشعار کی بھیجی اور حضرت امیر خسرو کی سفارش کی اور انکے ہم صحبت ہونے کی مبارکباد دی۔ غرض اس شاہزادہ کے سبب سے تو ارباب علم اور فضل کا اجتماع تھا۔ دوسرا بیٹا قراخاں تھا۔ وہ رنگین طبع اور عیش دوست تھا گوئیے۔ نجومیے۔ نقال۔ بھانڈ۔ ظریف خوش طبع ہزل گو سب اسکی مجلس میں جمع رہتے تھے۔ دستور ہے کہ جو رنگ ڈھنگ بادشاہ اور بادشاہزادوں کا ہوتا ہے اسی کی تقلید اور امیر امرا کرتے ہیں ان دونو بھائیوں کی پیروی میں امرا کا حال بھی یہ تھا کہ کسی کے ہاں عالم فاضل ندیم تھے کسی کے ہاں نقال اور رقاص انیس تھے +

انتظام سپاہ

سلطان غیاث الدین نے اول ہی سنہ جلوس میں سپاہ کا انتظام جو اصل میں دارو مدار ملکداری ہے سب سے مقدم جانا نئے پرانے سواروں اور پیدلوں کو ان وفادار و عالی ہمت و تجربہ کار لوگوں کے سپرد کیا جنکے خاندان پر کبھی کفران نعمت کا داغ نہیں لگا تھا بعد اس انتظام کے وہ اپنی شان و شکوہ و سطوت کی نمائش میں مصروف ہوا۔ اسکو آرائش لباس اور زیبائش دربار کا بڑا شوق تھا

دربار

دربار عام اسکا اس شان و شوکت سے ہوتا کہ بہت دور دور سے لوگ اسے دیکھنے آتے تھے اور دیکھکر دنگ رہجاتے تھے سواری بڑے تجمل اور احتشام سے نکلتی جشن بڑی دھوم دھام سے ہوتا +

بلبن اس دربار کی شان کو امور سلطنت میں ایک بڑی بات جانتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میں نے سلطان التمش کی زبانی سنا ہے کہ اگر دربار شاہی باعظمت و شوکت نہ ہو تو پھر بادشاہی میں ضعف آجاتا ہے۔ ان تکلفات ظاہری کے اصل حقیقت پر پردہ پڑگیا تھا۔

عادات سلطان بلبن

جیسے اس بادشاہ کو دربار کی شان و شوکت کی طرف نظر تھی ایسی عدل و انصاف کی طرف بھی رغبت تھی۔ وہ عدالت کے وقت ادنی اور اعلی کو برابر جانتا تھا۔ اور کسی کی رو رعایت نہ کرتا تھا اپنے بیٹوں سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے جگر گوشے اور نور چشم ہو۔ مگر کہیں تم ظلم اور ستم کروگے تو پھر تمہارے لئے کوئی مجھسے زیادہ برا نہیں ملک بقبق بداؤں کا صوبہ دار تھا۔ اسکو چار ہزار سوار کی

باگیر رکھتا تھا۔ اُسنے حالت مستی میں ایک فراش کو مار ڈالا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان غیاث الدین
وہاں گیا۔ اُس بائس فراش کی بی بی فریادی آئی تو اُسنے ملک بقبق کو اسقدر دُرّے پٹوائے
کہ وہ مرگیا اور جس بریدنے اسکی اطلاع نہیں دی تھی اُسکو دار پر کھینچ دیا۔ اُسنے تمام امرا پر
برید مقرر کر رکھے تھے کہ وہ اُنکے نیک و بد حال سے اطلاع دیں امرا بریدوں کے ہاتھ سے بڑے
تنگ آرہے تھے۔ ہیبت خاں صوبہ دار اودہ نے شراب کے نشہ میں ایک غریب کا خون کیا۔ اُس کی
بی بی نے بادشاہ پاس نالش کی۔ بادشاہ نے ہیبت خاں کو پانچسو دُرّے مار کر عورت کے
حوالہ کیا اور فرمایا کہ یہ مجرم آجتک ہمارا غلام تھا اب تیرا غلام ہی۔ یہ بیچارہ بڑی سعی اور سفارش
سے اُس عورت کی غلامی سے آزاد ہوا مگر پھر شرم کے مارے ساری عمر گھر سے باہر نہیں نکلا
جب کبھی بلبن کا گذر پل ور دریا یا کسی اور دشوار گذار مقام پر ہوا تو اُسکا یہ دستور تھا کہ وہاں
خود توقف کرتا اور اپنے اہلکاروںکو یہ اہتمام سپرد کرتا کہ وہ پہلے مریض اور عورتوں اور بچّوں
اور لاغر ناتوان جانوروںکو آرام اور آسائش سے اتاردیں سارے ہاتھی اور چوپائے اپنے
اِس کام میں لگا دیتا۔ ایام جوانی میں خوب مستانہ نوشیاں کرتا۔ ہر ہفتہ میں دو تین دفعہ
رندانہ مشربوں کا جلسہ کرتا اور بڑے جشن اڑاتا۔ اور روپیہ لٹاتا جوا کھیلتا اور جو جیتتا لُٹا دیتا
مگر جب بادشاہ ہوا اِن سب کاموں سے توبہ کی۔ اور پھر کبھی اُنکے پاس نہ گیا۔ اور نہایت متقی
اور پرہیزگار ہوگیا صوم وصلوٰۃ کا پابند۔ اشراق اور چاشت تہجّد کی نماز کبھی قضا نہ کرتا۔
کبھی بے وضو نہ رہتا علماء اور فضلا سے ہمیشہ مسائل مذہبی کی تحقیق کرتا رہتا کھانا نہ کھاتا
جبتک علما اُسکے دسترخوان پر نہ بیٹھ لیتے۔ اپنے امیروں کے گھر ملاقات کو جاتا جمعہ کی نماز
میں جامع مسجد آتا اور جب ہاں سے پھرتا جہاں مجلس وعظ کی ہوتی وہاں اُترتا اور وعظ سنتا اور
بہت روتا بغیر موزہ اور ٹوپی کے اُسکو کسی خدمتگار نے بھی نہیں دیکھا۔ کبھی مجلس میں قہقہہ
مار کے نہیں ہنستا اور کسی کا کیا مقدور تھا جو اُسکے سامنے ہنستا۔ باوجود اِن افعال اور اعمال
حسنہ کے اُسکی سیاست بھی غضب کی تھی۔ کافر ہو مسلمان ہو جسنے اُسسے ذرا بھی سرتابی کی اُسکو
نہایت سخت سزا دی۔ اولاد شمس میں جسکو اپنی سلطنت کا دشمن جانتا فوراً قتل علانیہ کر ڈالا۔

اِس سزا دینے میں اُنکو مشروع اور غیر مشروع ہونے کا نہ اخیال نہ ہوتا۔ عیار یا ایں دار و دار آن نزیہم
اِس سخت سیاست کا سبب تہا کہ ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت جو سلطان التمش کی نالائق
اولاد کی سلطنت کے سبب سے ضعیف اور سُست ہو گئی تھی۔ پھر درست اور چست ہو گئے شکار کا شوق
بھی اُس کو از حد تھا۔ دلی کے گرد بیس بیس کوس تک حکم تھا کہ کوئی اور شخص شکار نہ کھیلنے پائے
جب شکار کو جاتا ہزار سوار ساتھہ لے جاتا۔ یہ فوج شکار میں کچھہ کام نہ آتی مگر اسمیں یہ حکمت تھی کہ
سپاہ کو دوا دوش اور دوڑ دہوپ کی عادت پڑتی تھی۔ اگرچہ یہ بادشاہ سزا دینے میں بڑا
سنگدل تھا مگر اپنے زمانہ میں بڑا روشن ضمیر اور فیاض گنا جاتا تھا۔ ایک دن عادل خاں و
شیر خاں نے جو سلطان کے بڑے دوست تھے عرض کی کہ ممالک گجرات اور مالوہ او بعض اور ملک
جو سلطان قطب الدین اور شمس الدین کے عہد میں تصرف میں آئے تھے اُن میں اب حضرت کی
قوت اور قدرت کو کوئی نہیں مانتا۔ وہان سے روپے اور ہاتھی پیش کش میں نہیں آتے۔
بہتر ہوگا اُنکی تسخیر کی جائے۔ اسپر اُسنے جواب دیا کہ جو تم کہتے ہو اُسکا خیال مجھے تم سے زیادہ
ہے۔ مگر تم نے کیا نہیں سُنا کہ مغلونکا آج کل زور شور ہو رہا ہے اور کتنی بڑی سلطنتوں کو انہوں
نے تہ و بالا کیا ہے۔ لاہور پر کئی دفعہ ہاتھہ چلا چکے ہیں ہندوستان کی تاک میں بیٹھے
ہیں ابھی وہ سنیں کہ میں دلی سے دور گیا تو وہ دوآبہ کو تاخت و تاراج سے نہیں چھوڑینگے
یہ مغلونکا دغدغہ پہلے بادشاہوں کے پیچھے نہ لگا ہوا تہا۔ اسلیے وہ ہندو راجاؤں سے لڑتے
بھڑتے تھے۔ غرض دہلی سے کسی دور جگہ جانا مصلحت نہیں بلکہ دور اندیشی کا اقتضا یہ
ہے کہ اپنے ملک کو مضبوط اور مستحکم کریں نہ یہ کہ غیروں کے ملک پر حملہ کریں۔ اپنی ولایت
قدیم کو ناقص چھوڑنا اور دور دراز کے ملکوں میں جانا عقل کا کام نہیں۔ مغلوں سے لڑنا بھڑنا بہت
مشکل ہے ہندوؤں کا زیر و زبر کرنا کیا بات ہے +

سلطان شمس الدین کی اولاد کی سلطنت میں میواتیوں نے بڑا سر اُٹھایا تھا ۶۶۵ھ ۱۲۶۶ء میں گنگا
جمنا کے کناروں اور جود اور میوات کے پہاڑوں پر بڑے شور اور فساد ان لٹیروں نے مچایا
دہلی میں اُنکی غارتگری سے امن نہ تھا۔ اور اِس سبب سے سلطنت میں بھی تھوڑا بہت خلل پڑ گیا تھا

مگر یہاں بلبن کی سفاکی اور خونریزی کا قاعدہ بھی ان مفسدوں کے مٹانے میں بڑا کام کر گیا اور بہت ہی کارگر ہوا میوات میں ایک لاکھ میواتی اُسنے قتل کیے جنگل کے جنگل دہلی کی نواح میں اُنکی پناہ کے لیے کھڑے ہوئے تھے اُن سب کو کٹوا کر صاف میدان کر دیا۔ اور کھیتی کرنے کا حکم دیدیا اور جا بجا تھانے بٹھا دیے۔ اور عمدہ عمدہ تھانہ دار کارگزار مقرر کیے۔ یہ اُسکا نہایت عمدہ انتظام تھا کہ جہاں وہ مفسدوں اور لٹیروں کا جماؤ دیکھتا وہیں فوج کی چھاونی ڈالتا اور ان مفسدوں کو نیست و نابود کرتا۔ اس بندوبست کے تمام راہیں جاری ہو جاتیں۔ اور اُنہیں خوف لٹنے کا نہ رہتا بداؤں اور امروہہ کے حاکموں کی زبانی ملک کٹھیر کی سرکشی کا حال جسوقت معلوم ہوا اُسی وقت سلطان پانچہزار سوار لیکر وہاں پہنچا۔ اور سب سرکشوں سے ملک کو پاک صاف کیا۔ پھر اس ملک میں عہد جلالی تک کسی مفسد کا نام نہ رہا۔ اب سلطان دلی میں آیا یہاں کچھہ دنوں ٹھیر کر وہ کوہستان جود میں گیا اور مناسب لشکر ساتھہ لے گیا اور جود کے رہنے والونکی سرزنش کی اور ملک کو تاخت و تاراج کیا۔ گھوڑے اس کثرت سے لوٹ میں ہاتھہ لگے کہ چالیس ٹنکہ کو ایک گھوڑا بکنے لگا۔ جود سے دہلی میں آنکر دو برس بعد لاہور گیا اور حصار لاہور کو از سر نو بنوایا۔ سلطان التمش کی اولاد کے عہد میں مغلوں نے اُسے خراب کر دیا تہا۔ لاہور اور قصبات و دیہات لاہور کو کہ مغلوں نے ویران اور بے آباد کر دیے تھے پھر آباد کیا اور اپنے گماشتے اور معمار مقرر کیے +

اقطاع داران +

اسی سفر میں اُسکو معلوم ہوا کہ اقطاع داران شمسی لشکر میں نہیں آتے اور کچھہ کام نہیں کرتے اور اہلکاروں کی حمایت سے دیہات کی آمدنی مفت چین سے گھر میں بیٹھے کھاتے ہیں جب سلطان شہر دہلی میں آیا تو دیوان عرض کو فرمایا کہ اقطاع داران شمسی کے دفتر کو خوب تفحص و تحقیق سے درست کرے اور بحکم شاہی کے واسطے پیش کرے۔ ان اقطاع داروں کی کیفیت یہ ہے کہ یہ نام اس لشکر کا تہا کہ سلطان شمس کے عہد میں دو ہزار سوار کا دوآب حوالی دوآب کے دیہات میں مقرر کیا گیا تہا جب اسپر تیس چالیس سال کا عرصہ گذر گیا تو ان سواروں میں سے بہت بوڑھے ہو گئے کسی کام کے نہیں رہے اور بعض مر گئے جنکی اولاد اپنے باپ کی دیہات پر قابض ہوئی اور باپ کی جگہہ اُنکا نام دفتر میں لکھا گیا اور جنکے بیٹے چھوٹے تھے اُنکی بجائے غلام مجری بنے تھے یہ اقطاع دار

اپنے تئیں دیہات کا مالک جانتے تھے اور کہتے تھے کہ سلطان التمش نے یہ دیہات ہمکو انعام دئیے ہیں
عہد شمسی اور فرزندان شمسی کے عہد میں ان اقطاع داروں میں سے کسی اقطاع سے ایک سوار کسی سے
دو سوار کسی سے تین سوار طلب ہوتے تھے۔ اگر کسی عذر کے سبب سے یہ سوار نہ بھیجے جاتے تو وہ عذر اُنکا
مسموع ہوتا اور دیہات بدستور اُن پاس رہتے۔ پھر یہ ہو گیا کہ یہ اقطاع دار اہلکاروں کو شراب اور
بھیڑ بکری۔ مرغی۔ کبوتر۔ بٹیر۔ گھی بھیجدیتے تھے اور اُنکی حمایت سے گھر بیٹھے دیہات کی آمدنی کھاتے
پیتے تھے۔ مگر یہ اندھیر کھاتہ بلبن کے عہد میں تو چل نہیں سکتا تھا اسنے اقطاع داروں کی تین قسمیں
مقرر کیں۔ اول جو پیرانہ سالی کے سبب سے کسی کام کے نہیں رہے انکی تنخواہ چالیس پچاس ٹنکہ
مقرر کی اور اُنکے دیہات کو خالصہ میں داخل کیا۔ دوم جو اقطاع دار جوان اور ادھیڑ تھے اُن کی
تنخواہ حسب استعداد اُنکے مقرر کی مگر دیہات اُنسے نہیں لئے۔ بعد منہائی تنخواہ کے فاضل آمدنی
کی تحصیل بادشاہی اہلکاروں کے سپرد ہوئی۔ قسم سوم یتیم و بیواؤں کی تھی جو اپنے غلاموں کو
گھوڑوں اور ہتیاروں کے خدمت کے لئے بھیجا کرتے تھے اُنسے دیہات کی آمدنی لے لی اور
بیواؤں اور یتیموں کی تنخواہ مقرر کر دی۔ سلطان کے اس حکم سے شمسی اقطاع داروں میں کھلبلی پڑ گئی
ایک مصیبت عظیم برپا ہوئی اور ایک شور مچ گیا۔ اقطاع داروں کے سردار جمع ہوئے اور ملک الامرا
فخر الدین کوتوال کے پاس گئے اور فریاد کی کہ پچاس برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا کہ سلطان
التمش نے ہمکو یہ دیہات دوآبہ میں انعام میں دئیے تھے جس سے ہمارے بیوی بچوں کا گذارہ ہوتا تھا
جو ہم میں توانا تھے اُنسے جسقدر ہو سکتا تھا سوار اُنکو خدمت سلطانی کے لئے بھیجتے تھے
اور جو ہم میں جوان تھے وہ خود سوار بنکر جاتے تھے۔ ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ پیرانہ سالی میں ہمارا
یہ حال کیا جائیگا اور یتیم اور بیوائیں بیس تیس ٹنکہ پر کیونکر گذارہ کرینگے۔ اور ہماری مدت کے بعد ہمارے
دیہات خالصہ بنینگے غرض ایسا اپنا عجز و انکسار ظاہر کیا کہ ملک الامرا آبدیدہ ہو گیا۔ اُسنے بادشاہ
پاس یہ سارا حال عرض کیا کہ سلطان نے جو بڈھوں کے دیہات ضبط کئے ہیں اور اُنکو نکالا ہے اگر بہشت
میں سے بھی خدا بڈھوں کو نکالے گا تو میں بھی بڈھا ہو گیا ہوں میرا کیا حال ہوگا۔ بادشاہ کو اس پُردرد بیان پر
رونا آگیا اور اپنے حکم کو منسوخ کر دیا بیت

قربِ سلطاں مبارک آنکس راست — کہ کنند کار مستمنداں راست

بغاوت طغرل

اب بہارہ سولہ برس تک سلطنت میں امن رہا۔ کسی مفسد نے سر نہیں اٹھایا۔ مگر بعد ازیں ایک بڑی بغاوت ظہور میں آئی۔ سلطان کے ترکی غلاموں میں سے طغرل خاں ایک غلام تھا۔ اور لکھنوتی میں حاکم تھا۔ وہ شجاعت اور سخاوت میں مشہور تھا۔ اُسنے میگنا یا رجاج نگر پر چڑھائی کی۔ اب میگنا کو تپرا کہتے ہیں اور جاج نگر کو جاج پور ضلع کٹک میں واقع ہے۔ اور یہاں کے راناؤں سے ہاتھی بہت سے چھین لئے۔ اور بڑی غنیمت ہاتھ لگی مگر اس غنیمت میں سے دہلی ایک پھوٹی کوڑی نہ بھیجی۔ وہ سمجھا کہ بادشاہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ لڑکے اُسکے مغلوں کے ساتھ لڑائی بھڑائی میں مصروف ہیں۔ سوا اسکے بادشاہ دہلی میں ایک مہینہ تک بیمار رہا تھا۔ اُسکے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تھی جب طغرل خاں کو یہ خبر لگی تو اُسنے اپنے جامہ سے باہر پیر نکالے۔ ایک جمعیت کثیر کو جمع کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا۔ اور سلطان مغیث الدین اپنا لقب رکھا۔ صحت اور شفا پانے کے فرامین شاہی پہنچنے پر اُسنے کچھ نہ خیال کیا۔ جس غلطی میں پڑ گیا تھا اُسی پر چلا گیا۔ ۶۷۸ھ میں سلطان غیاث الدین نے اُسکی سرکوبی کے لئے الپتگین موے دراز کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ مگر اس سپاہ نے شکست فاحش اٹھائی۔ بادشاہ سپاہ پر نہایت خفا ہوا۔ اور سپہ سالار کو دار پر کھنچوایا۔ دوبارہ فوج پھر روانہ کی مگر اُسنے بھی شکست کھائی تو بادشاہ اور درہم و برہم ہوا۔ اور خود سپاہ کو لیکر روانہ ہوا۔ وہ ایسے کاموں میں خود ید طولیٰ رکھتا تھا۔ کسی کی اعانت اور امداد کا محتاج نہ تھا سیدھا باگ اٹھائے ہوئے سرجو اور گنگا کے پار اُتر گیا۔ اور برسات کے ختم ہونے کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ طغرل نے جب یہ دیکھا تو اُسکے دل پر بادشاہ کا یہ رعب و داب چھایا کہ سامنے نہ ٹھہرا ہو سکا۔ گھر بار سب چھوڑ چھاڑ تھوڑی فوج سمیت جنگلوں میں بھاگ گیا۔ بادشاہ کے آدمیوں کو کچھ پتا نہ معلوم ہوا۔ کہ طغرل کہاں غائب ہو گیا۔ ملک محمد شیر انداز حاکم کوئل اُسکی تجسس میں پھرتا تھا کہ راہ میں بنیے لٹتے ہوئے اُنکو دھمکا کر طغرل کے لشکر کا پتا لگایا۔ اور چالیس سپاہی ہمراہ لیکر طغرل کے لشکر میں جا گھسا۔ کسی کو وہاں خبر نہ ہوئی کہ یہ سلطان غیاث الدین بلبن کے ملازم ہیں جب وہ قریب طغرل خاں کے خیمہ کے پہنچا تو جو سامنے آیا اُسکو قتل کیا۔ طغرل یہ سمجھا کہ غیاث الدین

کا لشکر اُسپر ٹوٹ پڑا وہ سراسیمہ ہو کر بھاگا۔ لشکر تتر بتر ہو گیا جاج نگر کے جانیکے ارادہ سے گھوڑے پر سوار ایک دریا کے پار جاتا تھا کہ اُسکے ایک تیر لگا وہ گھوڑے سے گرا پھر اُسکا سر کاٹ کر جدا کیا اور جسم کو پانی میں پھینک دیا ملک محمد نے فتحنامہ اور سر طغرل کا بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا بادشاہ اول اس نے بالکل حملہ سے ملک محمد پر خفا ہوا۔ مگر پھر اُسکو اس حسن خدمت کا عوض بہت کچھ دیا اور لکھنوتی میں آیا۔ ایک کوس تک سر بازار دو رویہ سولیاں قائم کیں۔ اور طغرل خاں کے سرداروں اور امیروں کو جو قید اور دستگیر ہوئے تھے کھینچا۔ اور اُنکے بچوں کو بھی قتل کیا۔ یہ بڑا کام ابتک کسی بادشاہ دہلی نے نہیں کیا تھا کہ عورتوں اور بچوں کو قتل کیا ہو اور بہت سے آدمی طغرل کے لشکر کے دہلی بھیجے۔ یہاں بھی وہ قتل ہوتے مگر مولویوں اور مفتیوں کے فتوے نے اُنکو بچا لیا۔ یہاں لکھنوتی میں اُسنے اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خاں کو بادشاہ مقرر کیا سوا فیل و خزانہ کے جو کچھ طغرل سے ہاتھ لگا تھا وہ اُسکو دیا اور چتر اُسکے سر پر رکھا۔ اِس ملک کا خطبہ و سکہ اُسی کے نام پر مقرر کیا۔ اور رخصت کے وقت یہ چند نصیحتیں کیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ جہانداری کے باب میں جو پند کرونگا اپنے نفس پرستی کے سبب سے یہ کار بند نہیں ہوگا مگر میں اپنی شفقت پدری کے سبب سے اُسکے کرنے پر مجبور ہوں اول حاکم لکھنوتی کو بادشاہ دہلی سے خواہ وہ ہو یا پرایا ہو بغاوت اختیار کرنی نہیں چاہیئے اگر دہلی کا بادشاہ لکھنوتی کا قصد کرے تو چاہیئے اسکے منحرف ہو کر کسی دور دست جگہ چلا جائے اور جب بادشاہ دہلی جائے تو وہ یہاں پھر آن کر حکومت کرنے لگے۔ دوم رعایا سے خراج لینے میں میانہ روی اختیار کرے اسقدر لے کہ متمردوں کو سرتابی کی قدرت نہ رہے اور عاجزوں پر زبونی نہ ہو۔ لشکر کو اس قدر مواجب دے کہ وہ اُنکو کفایت کرے اور اُنپر عسرت نہ ہو سوم امور ملکی کو بغیر خیر خواہ و مخلص اہل رائے کے مشورہ کے شروع نہ کرے +

نظم

زصد شمشیر زن رائے قوی بہ ‌ ‌ ‌ زصد افسر کلاہ خسروی بہ
برائے لشکرے را بشکند پشت ‌ ‌ ‌ بشمشیرے یکے تا دہ تواں کشت

احکام ہوا پرستی سے اجتناب کرے اور اپنے نفس کی خاطر خلاف حق نہ کرے۔

چہارم لشکر کو لازمہ جہانداری جانے اُسکے حال سے کبھی غافل نہ ہو اور سپاہیوں کی خاطرداری کو ضروریات سے جانے جو کوئی اُسکے خلاف صلاح دے اُسکو کبھی نہ مانے جو تجربہ جو شخص کہ دنیا سے اعراض کر کے حق کی طرف رخ کرے اُسکی پناہ میں ہے۔

بیت

حمایت از کہن دانائے درویش ٭ زصد سد سکندر تو ونش بیش

سلطان نے کان نصیحتوں سے خوب بہر کر رخصت کیا اور خود کوچ بہ کوچ تین مہینے میں دہلی آیا۔ ملک فخرالدین کوتوال کو جسنے اسکی غیبت میں کار ہائے نمایاں کئے تھے اپنی قبا عنایت کی اور اپنا نائب ثانی بنایا اور ارباب استحقاق کو خوش دل کیا اور علماء درویشوں کے گھر جا کر نذریں دیں اور جو قیدی کہ مطالبہ مال کے سبب سے مقید تھے اُنکو رہا کیا اور باقی معاف کر دی۔ شہر میں بہر دار یں کھڑی کر کے طغرل کے ساتھیوں کو کھینچنے کا حکم دیا مگر اُنمیں سے اکثر اہل شہر کے عزیز و اقربا تھے اُنکی گریہ و زاری نے اور مولویوں و مفتیوں کے فتوے نے قیدیوں کی جان بچا دی اور اُنکا قصور معاف کر دیا۔ اس لکھنوتی کے فتح کے بعد سلطان کو مہمات ملکی سے فراغت ہو گئی کوئی مخالف باقی نہ تھا اور سارے مقصد بر آمد ہوئے۔ مگر قاعدہ ہے اذا تم امر دنا نقصہ۔ یہ واقعہ مغلو نکا پیش آیا +

۶۸۴ھ جلوس میں سلطان بلبن کا چچازاد بھائی شیر خاں کا انتقال ہوا وہ ایک خان معظم تھا سلطان شمس الدین کے مرنے کے بعد تیس سال تک مغلوں کے حملوں کی سرحد ہند پر وہی سر راہ تھا۔ وہ شمسی چہل گانی میں نرگ تہا اور بہت اعتبار رکھتا تھا عہد ناصری میں سیام لاہور و بال پور لعل اور اقطاعات میں جنمیں مغلوں کی آمد کو دخل تہا وہ حاکم تھا کئی ہزار سوار مستعد و جید مرتب اُسکے نوکر تھے۔ بار بار اُسنے مغلوں کو شکست دی تھی اور غزنیں میں سلطان ناصرالدین کا خطبہ پڑہوایا تھا غرض وہ ایسی فراست و شجاعت و قوت و شوکت اور لشکر کی کثرت رکھتا تھا کہ مغلوں کی مجال نہ تھی کہ وہ سرحد ہند کے گرد بھی آتے۔ اُسنے جاٹوں اور کھکروں۔ بھٹیوں۔ میناؤں۔ منڈھیروں کو اور سرکش قوموں کو مار مار کر ایسا ڈرایا تہا کہ وہ جنگل کے بل ڈھونڈتے پھرتے تھے بھٹنیر میں اُسنے ایک بڑا عالیشان گنبد بنایا تہا۔ بھٹنیر۔ بھٹنڈہ حصار کو نیر یا تھا

شیر خاں کی وفات اور شہزادہ محمد سلطان +

غرض جو اُسنے ہندوستان میں مغلوں کے روکنے کے لیے کام کئے تھے وہ کسی کو اُسکے میسر نہ ہوئے
چونکہ دہلی میں فرا فراسی بغاوتوں پر بندگان بزرگ شمسی مارے جاتے تھے اسلیے وہ کبھی دہلی نہیں آیا
سلطان بلبن کے بادشاہ ہونے پر بھی وہ یہاں نہیں آیا۔ اب کوئی کہتا ہی کہ وہ اپنی موت سے
مرا کوئی کہتا ہی کہ سلطان بلبن نے اُسکے ساقی سے شراب میں زہر ملا کر شربت مرگ چکھایا۔ اُسکی جگہہ
سلطان نے اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو مقرر کیا جسکو عوام خان شہید کہتے ہیں اور باپ نے اُس کو
قاآن الملک کا خطاب دیا تھا سر پر چتر رکھا اور ولیعہد مقرر کیا اور ملوک اکابر و متعدد اُسکے
ساتھہ کئے۔ ملتان کو روانہ کیا۔ وہ اول سنہ جلوس ہی میں کوئل اور اُسکی نواح میں چند قطاع
کا حاکم تھا۔ یہاں اُسنے بڑی شائستگی سے حکومت کی۔ اس شہزادہ میں جتنی خوبیاں شہزادوں
میں ہونی چاہیے سب خدا نے عطا کی تھیں اُسکے علم و ہنر کا حال ہم پہلے لکھہ چکے ہیں وہ درویشوں
کا بڑا خدمت گزار تھا ایسا مودب اور مہذب تھا کہ نہ کبھی کسی کو گالی دی نہ قسم سوا حق کے کھائی
وہ جب سے شیر خاں کی جگہہ مقرر ہوا ہر سال باپ کی خدمت میں آتا اور پھر چلا جاتا۔ بنگال کی فتح
جب دہلی میں سلطان آیا تو وہ بھی یہاں بہت سے تحفے تحائف لیکر باپ سے ملنے آیا تین جاڑے مہینے تک رہا۔
ایک دن سلطان بلبن نے اُسے اپنے پاس بلایا اور یہ کہا تو خوب جانتا ہی کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور
دو قرن سے خانی و ملکی و بادشاہی میں جہانداری کے تجربے حاصل کر رہا ہوں آج میں چاہتا ہوں
کہ ان سب کو وصیت کے طور پر تجھسے کہوں اور وصیت نامہ لکھہ دوں کہ جب تو بادشاہ ہو تو وہ تیرے
کام آئیں اول یہ کہ جب تو تخت سلطنت پر جلوس کرے تو امر جہانداری کو جو در حقیقت خلافت
خدا عز و جل ہی خفیف اور سہل نہ جانیو اور بُرے اعمال اور رذیل اوصاف سے بادشاہی کی عزت کو
بٹا نہ لگائیو اور اراذل اور لیام کو بادشاہی کے کام میں شریک نہ کیجیو۔ **بیت**۔

سفیہ فطرت را رہ مدہ بیش قرب لیام را متواں منصب کریماں داد

دوم قہر و سطوت کو اپنے محل پر دینا اور اغراض نفسی سے اجتناب کرنا اور خدا کے واسطے
سارے کام کرنا اور خزینوں اور دفینوں کو کہ بزرگ عطایا ربانی میں سے ایک ہی خدا کی مرضی
کے کاموں میں اور رفاہیت خلق میں صرف کرنا اور ظالموں اور اعداء دین کو ہمیشہ مخذول و منکوب رکھنا

سوم اپنی ولایت اور عمال کے افعال اور احوال سے سب وقت باخبر رہنا اور انکو محاسن افعال اور فضائل اخلاق کی تحریص دینا۔ چہارم متدین و متقی قضات و حکام کو رعایا پر مقرر کرنا تاکہ خلق مین دین اور عدل کا رواج ظاہر ہو۔ پنجم یہ کہ خلا و ملا مین لوازم حشمت و عظمت بادشاہی کی مراعات کرنا کبھی ہزل و فحش و لایعنی باتوں کے سے اشتغال نہ کرنا۔ بیت۔

لوازم حشمت و بجد صیانت کن — کہ ہزل با ہمہ کس کم کند مہابت را

ششم صاحب ہمت نیک اندیش و شاکر آدمیونکو انعام و اکرام دینا اور انکی خاطرداری میں سہل انگاری نکرنا اور صاحب ہنروں و خردمندوں کی تربیت کرنا تاکہ جسکے کار مملکت کو رونق و رواج ہو۔ نا خدا ترسوں کے چشم وفا نہ رکھنا اُنسے دوری اور بیگانگی میں ملک و دین کی اصلاح ہوتی ہی نظم

گوہر نیک را ز عقد مریز — آنکہ بدگوہر است ازو بپرہیز
بدگہر با کسے وفا نہ کند — اصل بد از خطا خطا نہ کند

ہفتم ہمت و بادشاہی لازم ملزوم ہیں اور عقلاء و حکماء نے انکو توام برادروں کے تشبیہہ دی ہی اور کہا ہی کہ بادشاہ کی ہمت الیسی ہو جیسی کہ اور رعیّت کی ہمت ہی تو بادشاہ اور سائر الناس میں فرق کیا ہوگا بے ہمتی کے ساتھ بادشاہی کبھی جمع نہیں ہو سکتی ہشتم جسکیو بزرگ بناؤ اُس کو تھوڑے سے ذلیل کام کرنے پر زمین پر نہ گراؤ جو آدمی مخلص اور ہوا خواہ ہوں انکو مصلحت ملکی کی ضرورت بغیر آزار نہ دو اور دوستوں کو دشمن نہ بناؤ۔ بیت۔

ہر قبیرے را کہ خود برافرازی — تا توانی نہ با نیستدازی

نو افتہ را برغی انداخت اگر کسی کو ملک و دین کی ضرورت کے سبب سے عقوبت کرنی ہو تو اُنہیں آشتی کی جگہ باقی رکھنی چاہیئے اور آزار دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ بے حرمتی کا جراحت جلد التیام نہیں پاتا اور اُسکا تدارک دشوار ہوتا ہی۔ نہم سخن چینوں کا سخن کبھی نہ سنو اور انکی آمد و رفت کی راہ کو کشادہ نہ کرو کہ جسکے سے مطیعان و مخلصان دست ہراساں ہوں اور امور مملکت میں خطر عظیم پڑے جس مہم کو جانو کہ بر آمد کار اسمیں نہیں ہوگی تو اُسکو کرو نہیں۔ بادشاہونکو یہ لائق نہیں ہے کہ کسی کام کو شروع کرکے ناتمام چھوڑیں۔ بیت۔

تا نگنی جائے قدم استوار   پائے منہ در طلب ہیچ کار

دہم۔ عاقلوں کی مشورت بغیر کسی کام کا عزم نہ کرے جس مہم کا انصرام دوسرے کر سکیں اُسکو خود نہ کرے
جہانبانی کے سارے کاموں میں باخبر رہنا اور خلق کے نیک و بد پر آگاہ ہونا ضرور ہے معاملات
میں میانہ روی چاہیئے اسلئے کہ قہر کی شدت سے عوام میں تنفر پیدا ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری
سے متمردوں کو تمرد کا خیال پیدا ہوتا ہے اور ہر وقت اپنی محافظت میں کہ جسمیں صلاح عام ہو
مبالغہ کرنا چاہیئے اور معتمد و مخلص پاسبان مقرر کرنے۔ اپنے بھائی پر مہربانی کرنی چاہیئے
اُسکی غیبت کبھی نہیں سننی چاہیئے۔ اُسکو اپنا قوت بازو جاننا چاہیئے اور اُسکی جاگیر کو مقرر رہنے
دینا چاہیئے۔ بیٹے کو بادشاہ دین پناہ نے یہ ساری نصیحتیں کر کے امارت شاہی دے کر ملتان
روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ہند کی سرحدوں میں مغلوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور اپنا
ملک اُنکے قبضے سے نکال لیا جب ارغون خاں بن آباق خان بن ہلاکو خاں نے تخت گاہ
ایران کو زینت دی تیمور خاں کہ چنگیز خانی امراء عظام میں سے تھا اور ہرات و قندہار و بلخ و
بدخشاں و غزنین و غور و بامیاں وغیرہ اسکے متعلق تھے وہ تاخت و تاراج کے لئے اور
اپنے آدمیوں اور عزیزوں کے انتقام کے لئے آیا جو پہلے سنوں میں سلطان کے ساتھ لڑائی میں قتل
ہو چکے تھے

اُسنے دیپالپور اور لاہور کے درمیان

بیس ہزار سوار لیکر یہاں تاخت و تاراج شروع کی اور ملتان کی طرف متوجہ ہوا۔ محمد سلطان خاں کو
جب اسکی اطلاع ہوئی تو وہ دن چڑھے ملتان سے باہر آیا اور دو پہر کو دریا کے کنارہ ظہر کی نماز
کے وقت پہنچا۔ دونو لشکروں میں بڑی لڑائی ہوئی۔ کئی مغلوں کے سردار قتل ہوئے اور تیمور خاں
بھاگ گیا۔ امراء ہند نے برخلاف حزم و احتیاط کے اُسکا تعاقب کیا۔ محمد خاں اجل رسیدہ نے ظہر کی نماز
نہیں پڑھی تھی وہ ایک تالاب پر وضو کر کے پانچ سو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنے لگا کہ اس اثناء
میں ایک مغل جو دو ہزار سوار سے کمیں میں بیٹھا تھا اُسنے اس فرصت کو غنیمت جانا اور مقابلہ
کی طرف متوجہ ہوا۔ محمد سلطان اپنے یاروں کو سوار کرا کے لڑنے لگا اور بہت دفعہ حملہ کر کے

محمد سلطان کا مغلوں کے ہاتھ سے شہید ہونا

مغلوں کو گرایا۔ اور قریب تھا کہ مظفر و کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر اسکے آکر لگا کہ وہ سفیر مرگ ناگہانی ہوا۔ مغلوں نے دشمنوں کے گھوڑے اور اسباب لیکر ہند کی فوج کے خوف کے مارے اپنی راہ لی ۔ اس لڑائی میں حضرت امیر خسرو بھی جو شاہزادہ کے ہمرکاب تھے اسیر ہوئے اور مشکل سے رہا ہوئے خان شہید کا مرثیہ اُنھوں نے کہا جسکا ایک شعر یہ ہے +

روز چوں باقی نبود آن آفتاب ملک را　　روز چیرے بود کان آفتاب افتادہ شد

اس شاہزادہ کے شہید ہونے پر سب چھوٹے بڑے آٹھ آٹھ آنسو روتے تھے۔ بادشاہ کو جبتک خبر پہونچی ہے تو اُسکے دل پر بھی صدمہ عظیم پہنچا۔ گو ظاہر میں وہ اپنا استقلال طبع دکھلاتا تھا مگر دل کا خدا حافظ تھا۔ رات کو زار زار روتا تھا۔ خان شہید کی تمام اقطاع و جاگیر اور امارات شاہی اُسکے بیٹے کیخسرو کو تفویض کی اور کار کن امیروں و وزیروں کے ساتھ اُسکو ملتان روانہ کیا۔ کیخسرو ابھی نوجوان تھا سلطان پاس پرورش پاتا تھا +

سلطان بلبن کی وفات +

اس بیٹے کے غم میں سلطان بنا کی طرح گھلتا چلا جاتا تھا عمر بھی اسّی برس سے کچھ زیادہ ہو گئی تھی غرض ان دو نوسیبوں سے وہ نہایت کمزور اور ضعیف اور بیمار ہو گیا تھا۔ اس حالت میں آدمی بھیجکر اپنے بیٹے بغرا خاں کو لکھنوتی سے بلوایا وہ دہلی میں آیا۔ بھائی کی مراسم تعزیت کو ادا کیا۔ اور باپ کی تشفی اور تسلی کی۔ باپ نے کہا کہ اب ایسے وقت میں مجھے تنہا نہ چھوڑ سوا تیرے اب میرا کوئی وارث نہیں۔ تیرا بیٹا کیقباد اور تیرا بھتیجا کیخسرو ابھی کم عمر اور ناتجربہ کار ہیں اگر ملک اُنکے ہاتھ آیا تو بادشاہی بازیچہ طفلاں ہو جائیگی۔ معلوم نہیں کہ غلبہ جوانی اور ہوا پرستی میں ملک کا کیا حال کریں۔ پھر ملک ہے یا نہ رہے۔ اگر کوئی اور تخت دہلی پر بیٹھے تو اُسکی اطاعت کیجیو اور جو تو تخت دہلی پر بیٹھے تو حاکم لکھنوتی کو اپنا مطیع رکھیو۔ اب میرے پاس سے تو کہیں نہ جا بغرا خاں نے باپ کے کہنے کو تسلیم کیا۔ مگر جب باپ کی کچھ صحت کی صورت ہوئی اور مرنے کی امید جاتی رہی تو وہ شکار کا بہانہ کر کے لکھنوتی کو روانہ ہوا اور باپ سے کچھ کہا نہ سُنا۔ اس کا رنج باپ کو خان شہید کے مرنے سے بھی زیادہ ہوا۔ اور اس صدمہ سے اور زیادہ رنجور اور بیمار ہوا اور اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ بغرا خاں چلا گیا۔ اگر تخت خالی رہے گا تو جھگڑا اور فساد برپا ہو گا

مناسب ہے کہ میرے بعد کیخسرو کو بادشاہ بناؤ اور اسکو بلاؤ۔ یہ کہہ کر وزیر کو رخصت کیا۔ اور تین دن کے بعد اسّی برس کی عمر میں انتقال کیا۔ وزیر کو کچھہ خانگی امور کے سبب سے رنجش تھی یہ سمجھا کہ خسرو تندمزاج ہے معلوم نہیں کیا کرے اسلیئے سب وزیروں کی صلاح کر کے بغراخاں کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ بنایا۔ اور کیخسرو کو اپنے باپ کی جگہہ ملتان میں قائم رکھا۔ مگر انکو اسکی کچھہ خبر نہ تھی کہ کیقباد کے ہاتھہ سے کیا کیا جور و ستم اُٹھانے پڑینگے +

ابن بطوطہ نے سلطان بلبن کے حال میں لکھا ہے کہ وہ نیک بادشاہوں میں سے تھا اور عادل حلیم فاضل تھا اُسکے نیک کاموں میں سے ایک کام یہ تھا کہ اُسنے ایک مکان بنوایا جسکا نام دارالامن رکھا تھا اسمیں اگر قرضدار آجاتے تو اُسکا قرض چکا دیا جاتا اور کوئی خوف زدہ آتا تو اسکو امن دیا جاتا کوئی قاتل آتا تو اولیائے مقتول دیت دیکر راضی کئے جاتے

اُسی مکان میں سلطان بلبن کی قبر ہے۔ اُسنے یہ ایک حکایت غریب لکھی ہے +

حکایت غریبہ

فقیر بخاری ذکر کرتا ہے کہ میں نے بلبن کو دیکھا وہ نہایت کوتاہ قد اور حقیر اور کریہ منظر تھا میں نے اُس سے کہا یا ترکک (کہ تحقیر کا ہے) اُسنے کہا کہ لبیک یا اخوند اس کلام سے متعجب ہوا اُسنے کہا کہ تو مجھے اس رہان سے جو بازار میں غلام بیچ رہا ہے خرید لے فقیر نے کہا کہ اچھا جتنے پیسے اسکے پاس تھے وہ دیکر اُسے مول لے لیا اور اُسنے کہا کہ میں تجھے بادشاہ ہند کی نذر کرونگا بلبن نے اُسے قبول کر لیا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے سمرقند اور بخارا اور ترمذ سے غلاموں کے خریدنے کے لیے ایک تاجر بھیجا تھا اُسنے سو غلام خریدے جنمیں سے ایک بلبن بھی تھا جب یہ غلام سلطان کے روبرو لائے گئے تو وہ سب کو دیکھہ کر خوش ہوا بلبن کو کوتاہ قد اور بدصورت دیکھہ کر کہا کہ میں اس غلام کو نہیں لونگا مگر اس غلام نے پکار کر کہا کہ اے خداوند عالم حضور نے یہ سب غلام کسکے لئے خریدے ہیں یہ سنکر بادشاہ ہنسا اور اُسنے کہا کہ اپنے نفس کے لیے بلبن نے اُس کا جواب دیا کہ اتنے غلام آپنے اپنے نفس کے لئے خریدے ہیں مجھے خدا عزوجل کے لیے خرید کیجئے سلطان نے کہا اچھا پس اُسکو خرید کر کے اور غلاموں کے ساتھہ رکھا۔ بلبن اُنمیں حقیر سمجھا جاتا تھا

اسلئے بادشاہی سقوںمیں بھرتی کیا گیا۔ نجومی جو علم نجوم سے خوب واقف تھے وہ سلطان شمس الدین سے کہا کرتے تھے کہ اُسکے غلاموں میں سے ایک غلام اُسکے بیٹے کی سلطنت چھین لیگا اور خود بادشاہ بنجائیگا۔ یہ بات ہمیشہ وہ سلطان سے کہا کرتے تھے مگر سلطان اپنی صلاح وعدل کے سبب سے اُنکی کچھ سنتا نہ تھا۔ آخر کو ان نجومیوں نے خاتون کبریٰ کو جو بادشاہ کے بیٹونکی ماں تھی یہ اپنی پیشین گوئی سنائی۔ اُسکے دل پر اسکا اثر ہوا۔ اُسنے منجمیں سے پوچھا کہ اگر تم اس غلام کو جو میرے بیٹے کو سلطنت سے محروم کریگا دیکھو گے تو پہچان لوگے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ اُسکی ایسی علامتیں ہم جانتے ہیں کہ دیکھتے ہی پہچان لینگے۔ پس سلطان نے حکم دیا کہ میرے سارے غلام نجومیوں کے معائنہ کے لئے روبرو آئیں۔ اُنکے سامنے جماعت ار ہر قسم کے غلام پیش ہوئے۔ نجومی دیکھتے جاتے تھے کہ انمیں وہ نہیں ہے جب دوپہر ڈھلی تو سقونکو بھوک لگی اُنھوں نے کچھ درہم جمع کئے اور بلبن کو جو اُن سب سے زیادہ حقیر تھا دے کہ بازار سے کچھ کھانے کو لائے۔ وہ جس بازار میں گیا اُسمیں کھانیکو ملا نہیں تو دوسرے بازار میں گیا وہ ابھی آیا نہ تھا کہ سقوں کی جماعت کے معائنہ کی نوبت آگئی وہ موجود نہ تھا ایک لڑکے کو اُسکی جگہ مشک و ڈول دیکر سامنے پیش کر دیا کہ یہی بلبن ہے۔ پس منجمونکا معائنہ ختم ہو گیا اور انھوں نے اپنی صورت مطلوبہ کو نہ دیکھا۔ بلبن بعد معائنہ کے آیا کیونکہ خدا کو تو اُسکو بادشاہ کرنا منظور تھا +

ذکر بادشاہی سلطان معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بغرا خاں بن سلطان غیاث الدین بلبن

کیقباد ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء میں تخت سلطنت پر بیٹھا۔ معز الدین اُسکا لقب ہوا۔ اُسکی عمر سترہ اٹھارہ برس کی تھی۔ وہ نجیب الطرفین تھا۔ اُسکا نانا ناصر الدین محمود تھا اور دادا سلطان بلبن تھا۔ اُسنے غیاث الدین بلبن جیسے نیک سیرت دادا کے گھر میں پرورش و تعلیم پائی تھی۔ اُسکی تعلیم کے واسطے معلم و مودب و اتالیق جید اور درشت خو رکھے گئے تھے کہ اُنھوں نے بدکاروں کا پرچھاواں بھی اُسپر نہیں پڑنے دیا تھا اور کسی بدی کو پاس نہیں آنے دیا تھا۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ نوجوان سنجیدہ مزاج اور خوش اخلاق تھا اور نظم سے طبیعت مناسب رکھتا تھا۔ سوا اسکے خوبصورت بہت تھا

ابھی مکتب سے اٹھا تھا کہ تخت سلطنت پر بیٹھا اور اسکو وہ سلطنت مفت ملی جو اوروں کو برسوں کی جانکاہی
سے حاصل ہوئی ہے۔ بس وہ دفعتہً عیش و عشرت میں ڈوب گیا۔ سلطنت کا اختیار کیا ملا خود بے اختیار ہو گیا
جوانی کے نشہ میں سرشار ہو گیا جو کچھ لکھنا پڑھنا سیکھا تھا سب بالائے طاق رکھا جس دربار میں دادا نے
برسوں کی تلاش کے بعد عالم فاضل مدبر منتظم ملازم جمع کئے تھے اسمیں پوتے نے ڈوم ڈھاڑی گویے
مسخرے بھانڈ جمع کئے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ امیروں نے بھی دیکھا دیکھی بادشاہ کی سی ڈھنگ
اختیار کئی۔ ہر کوچہ پریوں کا اکھاڑہ تھا جس گھر میں سنو تو ہوالی تانوں کا شور تھا۔ اور ساغر و مینا کی
کا دور تھا۔ ہر خرد و بزرگ پیر و جوان عالم و جاہل عاقل ابلہ ہندو مسلمان کو عیش و طرب کا شوق تھا
کیقباد نے شہر کی سکونت چھوڑ دی تھی کیلو گرھی میں ایک محل اور باغ بے نظیر بنایا تھا وہیں
سارے جلسے اڑتے تھے۔ اس محل کے قریب امرا نے بھی اپنے عالیشان مکانات بنا لئے تھے۔
کیلو گرھی خوب آباد ہو گئی تھی۔ خانقاہیں بند تھیں مسجدیں نمازیوں سے خالی تھیں مگر شراب خانے معمور تھے
شبستانیں بستی تھیں مگر شراب کی قیمت دس گنی ہو گئی تھی۔ کہیں خوف و فکر کا نام نہ تھا مسرت مدام
سے کام تھا۔ ہر گلی کوچہ میں دولت پڑی لٹتی تھی خماروں و حسینوں کی ہمیانیاں بھرتی تھیں بادشاہ کا
تو یہ حال تھا کہ رات دن عیش و عشرت میں ڈوبا ہوا تھا اسپر طرہ یہ تھا کہ وزیر اسکا ملک الامرا فخر الدین کا
برادر زادہ اور داماد ملک نظام الدین تھا۔ ظاہر میں تو وہ داد بگ تھا مگر حقیقت میں نائب بادشاہ تھا
سارا ملک اسی کا انتظام اسکے ہاتھ میں تھا۔ ملک قوام الدین کہ بڑا دبیر کامل تھا وہ عمدۃ الملک نائب
وکیلدار تھا۔ نظام الدین گو منتظم و رائے زن تھا مگر مکار بڑا تھا۔ اسنے تمام اور لائق ارکین سلطنت کو
پراگندہ اور پریشان کر رکھا تھا۔ باہر وہ مختار تھا۔ گھر میں اسکی بیوی کہ ملک الامرا کی بیٹی تھی بالکل
مختار اور حاکمہ تھی۔ سلطان کیقباد کی منہ بولی ماں بنی ہوئی تھی۔ نظام الملک کو اب یہ خبط اچھلا
کہ بادشاہ بنئے۔ اور یہ سوچا کہ سلطان بلبن کہ ایک پیر گرگ کہن تھا اور ساٹھ سال میں اسنے سلطنت
کو اپنی مٹھی میں لیا تھا وہ اب دنیا میں موجود نہیں اور اسکا بیٹا جو جہانداری کے قابل تھا وہ باپ کی
زندگی ہی میں دنیا سے رخصت ہوا بغرا خان لکھنوتی میں پڑا ہوا ہے کیقباد روز بروز بدمست ہوتا جاتا
ہے اسلئے سلطنت کی بنیاد سست ہوتی جاتی ہے البتہ اگر کوئی ہے تو کیخسرو ہے اسکا علاج کرنا چاہئے

نظام الدین کی سلطنت کا خیال +

اور اس کانٹے کو نکالنا چاہیے پھر سلطنت کا ہاتھ آنا اور کیقباد کا کام تمام کرنا کیا بڑی بات ہے
اس اپنے منصوبے کے پورا کرنے کے لیئے اُسنے کے قباد کو سمجھایا کہ کیخسرو آپ کا برابر کا
دعویدار سلطنت ہی اور اوصاف بادشاہی سے متصف ہے اور اُوسکی جانب ملوک کو بڑی رغبت ہی
اور وہ جانتے ہیں کہ سلطان بلبن نے اُسی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ کسی روز اگر اُسکو قابو مل گیا تو حضور
کو پھر تخت نصیب نہیں ہوگا۔ اسلیے مصلحت ملکی یہی ہی کہ اُسکو ملتان سے بلوائیے اور راہ میں ہی
اُسکا کام تمام کیجیئے۔ کیقباد نے نشہ کی حالت میں کیخسرو کے بلانے کا پیغام بھجوادیا اور راہ میں جلیسو سوم کو
متعین کرکے اُسکے قتل کے لیئے حکم بھجوادیا۔ کیخسرو راہ ہی میں تھا کہ ان عزرائیلوں نے رہتک میں اُسکی
جان نکال لی اسنے امرا میں ایک تہلکہ پڑگیا۔ کیقباد کے وزیر خواجہ خطیر کو ایک بہانہ ٹھہرا کر کے ایک
گدھے پر سوار کرکے سارے شہر میں پھرایا۔ ایکدن خلوت میں کیقباد سے کہہ دیا کہ نو مسلم مغل جو
حضور کے انیس اور جلیس و مقرب ہو رہے ہیں اپنی قوم کے لشکر و نکو بلا رہے ہیں اور آپسے ٹھہر کر
مشورہ کر رہے ہیں کہ ایکدن محل میں گھس کر حضور کا کام تمام کریں چند روز بعد سلطان سے اُنکے
قتل کا بھی حکم لے لیا اور ایکدن کو شک میں اکثر کو گرفتار کرکے قتل کیا اور جمنا میں بہادیا۔
سارا گھر بار اُنکا غارت کیا۔ اور مولازادو نکو جو سلطان بلبن کے عہد میں ملوک اعظم تھے ان مغلوں
کے ساتھ سازش رکھنے کا الزام لگا کر دور دور حصاروں میں بھجوادیا۔ ملک شاہک امیر ملتان
اور ملک توزکی حاکم برن کو جھوٹا الزام لگا کے ٹھکانے لگادیا غرض اُسنے کیقباد کو ایسا مسخر
کیا کہ کوئی شخص اُسکی شکایت کرتا تو اُسکو وزیر سے بیان کرکے اُس شخص کو اُسکے حوالہ کرتا کہ
اُسکو سزا دے کہ وہ ہم لوگوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتا تھا +

نظام الدین کو اُسکا خسر ملک الامرا فخر الدین جسکی عمر نوے برس کی تھی خلوت میں بلاتا
اور سمجھاتا کہ تو کیا غضب کرتا ہی کہ ارکان دولت کو قتل کراتا ہی اور امرا کو اپنا دشمن بناتا ہے
تجھے جو بادشاہی کا سودا ہوا ہی اُسے دماغ سے نکال ہماری بادشاہی یہی ہی کہ ہم کوتوالی کے
درجۂ اعلی پر پہنچے ہیں ہمکو بادشاہی سے کیا نسبت ہی بادشاہی اُن ہی صف شکن و صف در
والا وروں کو زیبا ہے کہ ایک لحظہ میں وہ لشکروں کو زیر و زبر کرتے ہیں تجھے ہر تھوڑا ادھر ڈرانا آتا ہے

نہ تیر پھینکنا نہ نیزہ چلانا۔ لڑائی کی صورت کبھی نہیں دیکھی۔ کسی بقال کی پیاز کی گٹھی نہیں کاٹ سکتا کسی شغال پر ڈھیلہ نہیں لگا سکتا۔ اس حالت میں شاہی کی تمنا عجب مالیخولیا ہے بادشاہ کے مقرب بننے سے جو بادشاہ بننے کا خیال تجھے پیدا ہوا ہے اگر تو اُسے دل سے دور نہیں کریگا تو ہمارے سارے خاندان پر تباہی لائیگا۔ بیت۔

ای روبہک چرا نہ نشستی بجای خویش   باشیر پنجہ کردی و دیدی سزای خویش

یہ جو ظاہری امارت کا ٹھاٹھ بنا رکھا ہے اُسے کچھہ کام نہیں چلتا ؎

صورت مرداں طلب کن از در سیداں در آ   نقش بر ایواں چہ سود از رستم و اسفندیار

بیٹے مان لیا کہ تو اس بدہوش و بدمست بادشاہ کو کسی حرامزادہ سے قتل کرادیگا تو کیا تجھے بادشاہی حاصل ہوگی؟ ہرگز نہیں قیامت تک نمک حرامی کا داغ خاندان پر رہے گا۔ ہر چند خسر نے داماد کو براہین عقل سے سمجھایا کہ وہ اپنے خیال فاسد کو سر سے نکال کر دور کرے مگر بادشاہی کی محبت نے اُسکے کان بہرے اور آنکھیں اندھی کر رکھی تہیں + اس کوتہ اندیش خام نے جواب میں کہا کہ جو کچھہ ملک نے فرمایا سب صواب و درست ہے اور اُسکے خلاف خطا لیکن اب تو میں نے خلق کو اپنا دشمن بنا لیا سب جانتے ہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں اگر اسے چھوڑ دونگا تو آدمی مجھے کیوں چھوڑینگے۔ غرض ملک الامرا نے اُسکو یہ لعنت ملامت کی اور اُس سے بیزار ہو گیا معارف و اکابر کو یہ حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے کوتوال کی عاقبت اندیشی و سلامت جوئی کی بڑی تحسین کی۔ نظام الدین تخت شاہی پر ایسی شطرنج کی چالیں چل رہا تھا کہ وہ خلجیوں سے مات کھائے اور اُنکے ہاتھہ بادشاہی آئے جب کیقباد دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ تو اُسکے باپ بغراخاں نے اپنا خطاب سلطان ناصر الدین رکھا اور لکھنوتی میں سکہ و خطبہ میں اپنا نام درج کیا۔ باپ بیٹوں میں مراسلت جاری تھی۔ باپ بیٹے پاس اور بیٹا باپ پاس قاصد اور تحفہ تحائف بھیجتا۔ جب باپ کو یہاں کا سارا حال معلوم ہوا کہ بیٹا عیش میں غرق و تباہ ہوا اور نظام الدین اُسکے مارنے کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے اور دہلی کی سلطنت لینے کے لئے آمادہ ہو رہا ہے تو باپ نے بیٹے کو مکتوبات نصائح و مواعظ آمیز لکھے اور نظام الدین کا حال رمز و کنایہ میں

بغراخان و کیقباد کی مراسلات اور ملاقات +

بیان کیا مگر یہاں جوانی کی مستی۔ بادشاہی کی مستی۔ شراب کی مستی اتنی مستیاں
کب باپ کی نصایح پر کان لگانے دیتی تھیں اُسنے نظام الدین کے غدر مچانے کے ارادہ پر ذرا
التفات نہ کی۔ اور اپنے عیش و عشرت کو نہ چھوڑا جب بادشاہ نے دیکھا کہ میرے پند و نصایح کا اثر
کچھہ نہیں ہوتا تو اُسنے ملاقات کا ارادہ کیا کہ جو کچھہ سمجھانا ہو وہ روبرو سمجھائے اور آخر کو خط میں
یہ لکھا کہ اے فرزند تو بادشاہ ہے اور عیش و طرب کو ہاتھہ سے نہیں دیتا میرے دیدار کو غنیمت سمجھ
مجھے تیرے ملنے کا شوق ایسا ہو گیا ہے کہ بغیر ملے نہیں رہ سکتا یہ شعر آخر میں لکھا تھا بیت

گرچہ فردوس مقام خوش است ہیچ بہ از نعمت دیدار نیست

جب کیقباد نے باپ کا یہ خط محبت آمیز پڑھا تو اُسکو بھی باپ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا
آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔ باپ پاس قاصد بھیجکر یہ امر قرار دیا کہ باپ لکھنوتی سے اودہ میں آ جائے
اور بیٹا دہلی سے اودہ میں جائے اور سرجو (گھاگھرا) کے کنارے پر ملاقات ہو۔ کیقباد کا ارادہ تھا کہ جریدہ
باپ کی ملاقات کو جائے مگر نظام الدین نے عرض کیا کہ دہلی سے اودہ بہت دور ہے جریدہ جانا مصلحت
سے دور ہے لشکر اور جلوس شاہی کے ساتھہ جانا مناسب ہے سلطنت کے معاملہ میں پدری اور پسری
کا کیا ذکر ہے الملک العقیم سے مراد یہی ہے کہ سلطنت میں رشتہ پدر و پسر نہیں ہے ہوائے ملک کے غلبہ میں
باپ بیٹے کو مارتا ہے اور بیٹا باپ کو۔ ملک داری میں شفقت پدری و پسری باقی نہیں رہتی۔ ہر
مذہب کے بادشاہ ہوئے ہیں بیٹے نے باپ کو مارا ہے اور باپ نے بیٹے کو۔ آپ کا باپ اصلی وارث ملک ہے
صاحب خطبہ و سکہ ہے کون جانتا ہے کہ ملاقات میں کیا پیش آئے غرض ایسی ایسی پٹیاں پڑھا کر
لشکر سمیت دہلی سے اودہ کو روانہ کیا جب باپ کو خبر ہوئی کہ نظام الدین کے سمجھانے سے
بیٹا لشکر سمیت آتا ہے تو وہ بھی لکھنوتی سے لشکر و ہاتھی لیکر روانہ ہوا گھاگرہ (سرجو یا سرو) کے
ایک طرف باپ کا لشکر اور دوسری طرف بیٹے کا لشکر آمنے سامنے ایسا پڑا کہ ایک کو دوسرے کے
خیمے نظر آتے تھے۔ دو تین روز تک پڑے رہے نمک حلال ادہر اُدہر دوڑتے پھرتے تھے۔ باپ بیٹوں
کے پیغام لاتے اور لیجاتے تھے۔ باپ کا دل نہ رہ سکا اور خون نے جوش کھایا جو تھے روز یہ خط
لکھا کہ بیٹا میں فقط تمہارے دیدار کا شائق ہوں کچھہ سلطنت اور تاجداری کا دعویدار نہیں ہوں

اب دل کو فراق کی تاب نہیں۔ خدا کے واسطے مجھ پر رحم کرو صورت دکھا دو۔ یوسف کی طرح یعقوب
کی آنکھوں کو روشن کرو میں تمہاری سلطنت کے دربار میں عیش و طرب کی بزم میں خلل انداز نہ ہونگا
باپ کا یہ خط پڑھ کر کیقباد بھی چشم پر آب ہوا اور بے قرار ہو گیا اور ارادہ کیا کہ باپ سے جا کر جبیدہ
مل آؤں۔ مگر نظام الدین نے پھر اسمیں یہ رخنہ ڈالا اور بولا کہ آپ بادشاہ ہیں۔ اب بادشاہی
لازم ہے کہ آپ باپ سے ملنے جائیں بلکہ مناسب ہے کہ بیٹا تخت سلطنت پر جلوس کرے اور باپ آکر
با ادب مجرا بجا لائے۔ اس میں اُسنے یہ پیچ رکھا تھا کہ باپ بیٹوں کی ملاقات صفائی دلی کے ساتھ
نہ ہونے پائے۔ اب اُسنے آداب دربار ایسے مقرر کیے کہ اُنکے بجا لانے میں بغرا خاں کو ایک
طرح کی ذلت اٹھانی پڑے۔ ناصر الدین نے ان سب باتوں کو قبول کیا اور کہا کہ مجھے بیٹے کی
خدمت کرنے میں ذرا تکلف نہیں ہے۔ اگرچہ وہ بیٹا ہے مگر اب میرے باپ کا جانشین دہلی کے تختگاہ
پر بیٹھا ہے میں دہلی کے تخت کی تعظیم دل سے کرتا ہوں۔ باپ کی نصیحت مجھے یاد ہے کہ دہلی
کے بادشاہ کی تعظیم ہمیشہ کرنا۔ اگر میں اپنے بیٹے کی خدمت نہ بجا لاؤنگا تو دہلی کے تخت کی اہانت ہوگی
غرض سلطان ناصر الدین بیٹے کے دربار میں آیا۔ چوبدار نے آواز دی کہ بغرا خاں بنگالہ در پردہ جہان پناہ
سلامت سود مرا چوبدار پکارا کہ لکھنوتی کے گنہگار کو امان امان تین دفعہ باپ کو سجدہ
زمین بوس کرنا پڑا۔ مگر اس ناخلف بیٹے نے باپ کو اس حال میں دیکھا اور تخت پر بت کی طرح بیٹھا رہا
اس حرکت ناشائستہ کو دیکھ کر باپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ یہ رونا ایسا اثر کر گیا کہ دیکھتے
ہی بیٹا تخت سے اُتر پڑا اور دوڑ کر باپ کے پاؤں میں گر پڑا۔ باپ نے اسکا سر اٹھا کر گلے لگایا
دونوں گلے ملکر دیر تک روتے رہے۔ اس حال کو دیکھ کر اہل دربار جنکے دل پر سوز محبت سے بھرے ہوے
تھے زار زار رونے لگے۔ بعد ازاں کیقباد نے باپ کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا۔ آپ دست بستہ
سر جھکا کر کھڑا ہوا۔ پھر باپ نے اُسکو تخت پر بٹھا دیا۔ اور آپ بادشاہ کے برابر بیٹھا۔ غرض اسی طرح دونوں
میں ایسی محبانہ ملاقاتیں ہوئیں کہ لڑائی جھگڑے کا گمان بھی باقی نہ رہا۔ بہت کچھ روپیہ صدقہ
و خیرات ہوا۔ شعرا نے قصیدے پڑھے۔ مطربوں نے سرود گائے۔ غرض خوشی کے
سامان تھے جو اس زمانہ میں ہوتے ہیں ادا ہوئے۔ ناصر الدین اُٹھ کر اپنے لشکر کو گیا۔

طرفین سے تحفے تحائف آے جاتے۔ دونو لشکروں کو حکم ہو گیا کہ آپس میں آمد و رفت دوستانہ باتیں کریں اور مہمانداری کریں۔ باپ کئی دن تک بیٹے کے گھر آیا۔ قران السعدین میں ان ملاقاتوں کا حال حضرت امیر خسرو نے بہت خوب بیان کیا ہے۔ ان کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپ لکھنوتی سے دہلی کے لینے کے لئے چلا تھا جب روز وداع نزدیک ہوا تو سلطان ناصر الدین نے بیٹے سے کہا کہ جمشید نے کہا ہے کہ اگر بادشاہ پاس مال منال اسقدر خزانے میں نہو کہ دشمنوں کے غلبہ کی صورت میں وہ اپنے لشکر کی مدد نہ کر سکے اور وبا و قحط میں رعایا کی دستگیری نہ کر سکے تو اسکو بادشاہ کہنا سزاوار نہیں ہے۔ میں اور نصیحتیں بھی جو سلطنت سے متعلق ہیں تجھکو کرنی چاہتا ہوں۔ کیقباد نے کہا کہ آپ کی مہربانی اور غمخواری غفلت سے بیدار کرتی ہے۔ بادشاہ جو کچھ میرے لئے صلاح جانے اسپر متنبہ کرے میں اسکو اپنا دستور العمل بناؤنگا اور اسکے برخلاف عمل نہیں کرونگا۔ بیٹے کے اس کہنے پر محبت پدری کا جوش اٹھا اور یہ کہا کہ میں نے بڑھاپے میں اتنا سفر دور دراز اسلئے اختیار کیا ہے کہ میں تجھے خواب غفلت سے جو جوانی و دولت کو لازم ہے بیدار کروں اور شرائط موعظت و مصلحت کو بجا لاؤں۔ پس خلوت میں ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین کو بلایا اور شفقت اور محبت کے سبب سے یہ کہنے لگا کہ بیٹا جب میں نے سنا کہ تو تخت دہلی پر بیٹھا تو میں بہت خوش ہوا اور میں یہ سمجھا کہ ملک دہلی مجھے ہی ملا مگر جب میں نے تیری غفلت اور بیخبری کا حال سنا تو مجھے حیرت ہوئی کہ اب تک تو کیونکر زندہ رہا۔ دو سال سے میں اپنی اور تیری تعزیت کر رہا ہوں اور ملک دہلی اور لکھنوتی کو معرض زوال میں دیکھتا ہوں خصوصاً اس روز سے کہ میں نے یہ سنا ہے کہ میرے باپ کے غلاموں کو کہ اسکے پروردہ نعمت تھے اور مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے تو نے قتل کیا اور ان کے قتل ہونے سے تیرا اعتماد کچھ نہیں رہا اب مجھ کو ملک کی بہتری کی توقع نہیں ہے اے پسر جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں تو نہیں دیکھتا اور سنتا۔ یہ سوچ کہ میرا بڑا بھائی جو جہانداری کے لائق تھا باپ کی زندگی میں شہید ہوا اور اسکا بیٹا شائستہ سلطنت اور قوت بازو تیرا تھا بد دولت خواہوں کے کہنے سے تو نے اسکو مار ڈالا۔ یہی تجھکو بھی ایک دن قتل کر ڈالینگے

ـسی بد اصل کے ہاتھ میں آیگا جو ہمارے نام کو ردے زمین پر باقی نہیں رکھے گا۔ اگر
ـال پر رحم نہیں آتا تو اپنے خاندان اور اولاد و اتباع پر رحم کر۔ اپنے تئیں انہو
ور اپنا غمخوار گن میں چند نصیحت کرتا ہوں۔ اول نصیحت اپنی جان پر رحم کر
ـش کا معالجہ کر۔ اپنے چہرہ کو دیکھ کہ کیا تیرا رنگ گل سے زیادہ سرخ و سیراب تھا
ـلدی کا سا زنگ زرد ہو رہا ہے۔ افراط شہوت سے ایسا ضعیف و نزار ہو گیا ہے
ـے یا زرہ اور اسمیں اپنے تئیں نہ پھنسا۔ جب جان پر آبنے گی تو کیا لذت حاصل
۔ امیر خسرو کا ارشاد ہے +

ـشاید پادشہ راست بودن | نہ در عشق و ہوس ہیوست بودن
ـد شہ پاسبان خلق پیوست | خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
ـبال چوں شد خراب از بادۂ ناب | رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
ـر آئینے کہ رسم ملک داریست | ثبات کارہا در ہوشیاریست

ـلطنت کو اور اپنی جان کو عزیز رکھ۔ دوسری نصیحت یہ ہے کہ ملوک و امرا کے
ـے احتراز کر تاکہ تیرا اعتماد اعوان و انصار کے دل میں زائل نہ ہو جائے۔ یدگادی
ـام الدین اور ملک قوام الدین جو حاضر ہیں اور پختہ کار و صاحب تجربہ ہیں اور دو
ـانکے مشل ہوں انکو اپنا شریک کر اور ان چار کو چہار رکن دولت تصور کر
ـے انکی صلاح و مشورہ کے اتفاق سے کر ایک کو دیوان وزارت بنا۔ دوسـ
ـرسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا۔ ان چار
ـمیں برابر رکھ اگرچہ مراتب انکے باعتبار اعمال کے متفاوت ہیں مگر
ـتیار نہ دے کہ وہ سرکشی کرے۔ بیت +

ـر بخت خسپیدہ بیدار نیست | دگر نہ ہنیں کار
ـنصیحت اسرار ملکی میں سے جن مخفی امر کا انکشاف منظور
ـحرم راز ایسا نہ بنا کہ اور دلگیر ہوں۔ چوتھی نصیحت

بھوڑ ٹیمے سے دین و دنیا دونو خراب ہوتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ علماء دین نے کسی جی
تجھے خوشامد کے واسطے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیدی ہے کہ اُسکے عوض کچھ
کر دے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ اِس قسم کے علماء کے قول و فعل سے
دور رہنا۔ در مسئلہ دین کسی طرح در حریص علماء سے نہ پوچھ دنیا انکا معبود ہے۔ بلکہ تارک
علماء سے مسئلہ دین پوچھنا چاہیے۔ یہ نصیحتیں کر کے وہ زار زار رویا اور بیٹے کے گلے لگ
اور اُسکے کان میں چپکے سے کہدیا کہ ملک نظام الدین کو جلد ٹھکانے لگا نہیں وہ تجھے اگر
نہیں بلکہ ایک گھڑی میں زندہ نہیں رکھے گا۔ آستین میں سانپ پال وہ جب قابو پائے
ڈنک مار دیگا کہ تو پانی نہ مانگے گا۔ یہ شعر کئی دفعہ پڑھا +

بگذار تا بگریم چون ابر نوبہاران — کز سنگ گریہ آید روز وداع یاران

غرض جسوقت یہ باپ بیٹے آپس سے رخصت ہوئے عجب عالم تھا۔ سب طرف گریہ و زاری
فغاں تھا۔ باپ نے رنج کے مارے رات کو کھانا بھی نہیں کھایا + وہ بیٹے کو اور سلطنت
نقد پیسے حوالے کر کے بنگالہ کو روانہ ہوا اور بیٹا دہلی کو چلا۔ چند روز باپ کی نصیحتوں نے
بیٹے کو عیش و نشاط سے باز رکھا لیکن اس بادشاہ کے عیش کی شہرت چاروں طرف ایسی ہو رہی تھی کہ جسد
بنے کے طائفے چلے آتے تھے اور آراستہ پیراستہ کر کے اپنے تئیں اسکو دکھاتے تھے سلطان اس طرح
صحبت کا دام و جان سے شائق تھا۔ اس عاشق مزاج کو ایک پریزاد نے اپنے عشق میں مجنوں بنایا
شیراز کے اشعار سے وہ عشق بازی کی پند و نصائح سنائیں کہ وہ سب اپنے باپ کی نصیحتیں
دہلی میں آیا تو پھر وہی گلشن تھے وہی جشن تھے +

[عش]ق بازی اور مے خواری نے نہایت ضعیف و نزار کر دیا تھا۔ اس اثنا میں
[نظ]ام الدین کا قصہ پاک کرنا چاہتا ہے۔ اسنے کہا کہ تو ملتان جا۔ اس سے وہ
عذر کیا جب مقربوں نے دیکھا کہ بادشاہ کا دل اس سے پھر گیا ہے تو
پے رہتے تھے۔ نظام الدین کو زہر دیکر مار ڈالا۔ بادشاہ
ال سے وزیر کو موت کا مزا چکھایا۔ ملک جلال الدین

…لغرش خلجی کو کہ نائب سامانہ اور میر جاندار تھا بلایا اور شائستہ خانی کا خطاب دیا اور عارض
…مقرر کیا اور اقطاع برن اسکو حوالہ کی۔ بادشاہ کا مزاج اور بگڑتا جاتا تھا یہاں تک
…بھی کہ لقوہ و فالج میں وہ مبتلا ہوا۔ اور صاحب فراش ہوا۔ ہاتھ پاؤں رہ گئے۔ اور کسی
…ہیں ہا۔ تو امرائے صنا شوکت میں سے ہر ہر شخص کے دل میں سودائے سلطنت پیدا ہوا۔ اور ہر دل میں تمنائے
…سرداری پیدا ہوئی فوراً کیقباد کے بیٹے کیومرث کو حرم سے باہر نکال کر تخت پر بٹھایا اور بادشاہ
…الدین کا خطاب دیا۔ اسکی عمر اسوقت تین سال کی تھی۔ اب دو فریق ہو گئے ایک فرقہ خلجیوں کا
…ملک جلال الدین کے ہمراہ بہادر پور یا بہار پور میں آ گئے اور دوسرا فرقہ ترکوں کا تھا جو
…ہمراہ لیکر چبوترہ ناصری کے میدان میں آ بیٹھے اس فرقہ کے سردار ملک ایتمر کچھن اور
…رخنہ تھے۔ بادشاہ بیمار کیلو گڈھی میں پڑا تھا۔ ایک ہنگامہ خلجیوں اور ترکیوں میں برپا تھا
…تھا کہ کیومرث ہمارے ہمراہ ہے۔ ملک جلال الدین اور سائر امرا خلجی کو جو اصل میں ترک
…نہیں ہیں قتل کر کے مہمات سلطنت کو ہم ترک ہاتھ میں لینگے اور کسی بیگانہ کو دخل نہیں دینے دینگے۔ جب
…ملک جلال الدین کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے اور ملک خلج کو اور بعض امرا کو اپنے ساتھ شریک کیا ملک
…جلال الدین پاس ملک ایتمر کچھن اسلئے گیا کہ اسکو فریب دیکر بہادر پور لے آئے مگر ملک جلال الدین اسکے
…ارادہ سے واقف تھا جونہیں وہ گھوڑے پر سے اُترا اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا +

نظم

…سرش چوں جدا شد ز تن — خروشے برآمد ازاں انجمن
…کہ جائے … کس بکند — ہم اور اقضا اندراں …

…بیٹے جو … جوانمرد و دلیر تھے وہ پانچسو …
…گھیر لیا اور نہایت چستی و چالاکی سے …
…گرفتار کر کے …

بغیر زبردستی سے بیعت کی۔ ترکوں کو کیقباد نے قتل کیا تھا انکے لڑکوں کو کیلوکہری میں ہنچا دیا
کیقباد مردہ بے بدتر لحاف توشک میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔ وہاں مردہ پر سو دو زدہ ہوئے کہ ان ترکوں
نے وارث کو لشتون کے دم نکال کر جمنا میں ڈال دیا۔ اسکی سلطنت کی مدت تین سال ہوئی کئی ماہ بھی

ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنی آنکھوں دیکھا یہ حال بیان کیا ہے کہ
بھوک کے مارے سلطان معز الدین کا برا حال تھا اسکے ہمسایوں نے کچھ کھانے کے لئے اس پاس
بھیجا سرکش امیر دلی نے اس کھانے کو اس تک نہ پہنچنے دیا سوائے اسکے اس بادشاہ کا حال وہ
اس طرح لکھتا ہے کہ جس رات کو سلطان غیاث الدین مرا اسنے کیخسرو کو اپنا قائم مقام مقرر کیا
اسکا بیٹا ناصر الدین موجود تھا ملک ... امرا نائب سلطان غیاث الدین کیخسرو کا دشمن تھا اسنے
ایک حیلہ یہ بنایا کہ امرا کبار کی طرف سے ایک جعلی تحریر بنائی جسمیں سلطان بلبن کے پوتے معز الدین
کی بیعت سب امرا کی طرف سے لکھی ہوئی تھی وہ کیخسرو کو دکھائی اور اسکو یہ نصیحت کی کہ
امرا نے تیرے چچا کے بیٹے کے ساتھ بیعت کی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ سب تیرے مخالف
ہو رہے ہونگے کیخسرو نے پوچھا کہ اب اسکا چارہ کس حیلہ سے ہو سکتا ہے تو اسنے یہ بتلایا کہ
اگر تو خود سندھ کو بھاگ جا۔ اسنے کہا میں کیسے بھاگ سکتا ہوں تمام دروازے بند ہیں تو اسنے
کہا کہ دروازے کی کنجیاں میرے پاس ہیں میں دروازہ کھول دونگا۔ کیخسرو نے اسکا شکریہ
... ہاتھ پر بوسہ دیا پھر امیر نے کہا کہ ابھی تو گھوڑے پر سوار ہو کر
... گھوڑے پر سوار ہوا۔ دروازہ کھول کر اسے باہر جانے
... جا کر بیعت کی اور کیخسرو کو جس حال
... الملک میں گیا وہاں سپاہ
... ملک نانگا ...

اتر آئے اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر خدا کو منظور نہ تھا کہ مسلمانوں کا خون ہو اس سے ناصر الدین کے
دل میں یہ القا کیا کہ اس کو بیٹے پر رحم آیا اور اس نے کہا کہ میرے بیٹے کا بادشاہ
ہونا میرے لیے فخر کا سبب ہے اور میرا یہ چاہنا کہ بیٹا بادشاہ ہو بالکل حق ہے
اور ایسے ہی خدا نے بیٹے کے دل میں یہ القا کیا کہ اس نے باپ کے آگے عذر [illegible]
کرنی چاہی۔ دونوں باپ بیٹے کشتی میں تن تنہا بغیر لشکر کے سوار ہو کر دریا کے
بیچ میں [illegible] ملے سلطان نے باپ کے پاؤں چومے اور عذر کیے تو باپ نے
بیٹے سے کہا کہ میں بھی ابھی [illegible] بیعت کرتا ہوں اور اپنے ملک
کو مراجعت کرتا ہوں اس پر بیٹے نے باپ سے کہا کہ آپ میری دار السلطنت تک
چلیے۔ دونوں باپ بیٹے دلی کو چلے اور محل میں داخل ہوئے اور باپ نے معز الدین
کو تخت پر بٹھایا اور اس کے سامنے خود کھڑا ہوا۔ گنگا میں جو باپ بیٹوں کی ملاقات
ہوئی اس کا نام لوگوں نے قران السعدین رکھا + فقط